﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللہِ یُؤتِیہِ مَن یشاء﴾☆(آل عمران:۷۴) ﴿......عَسٰی اَن یَبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً محموداً﴾ (بنی إسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۶ جمعۃ المبارک ۵/ فروری ۱۹۹۹ء شمارہ ۶

۱۹/ شوال ۱۴۱۹ ہجری ☆ ۵/ تبلیغ ۱۳۷۸ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

ہر پہلو سے حادثے واقعہ ہو رہے ہیں۔ یہ سب بلائیں اس لئے ہیں کہ لوگوں کی غفلت دور ہو، وہ تضرّع اختیار کریں اور سمجھیں کہ خدا ہے۔

"مسلمانوں میں دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک جو پورا کلمہ بھی پڑھنا نہیں جانتے، جن میں سے وہ ہیں جن کی نسبت آریہ مشہور کرتے رہتے ہیں کہ ہم نے اتنے مسلمانوں کو آریہ کر لیا۔ پہاڑ میں ایسے آدمی ہم نے بہت دیکھے ہیں کہ جن کو اسلام کی کچھ خبر ہی نہیں۔ دوسرے وہ جو مہذب تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں۔ یہ اسلام کو کراہت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ نماز کے ارکان پر ہنسی ٹھٹھا کرتے ہیں اور کہتے ہیں یہ نماز روزہ وحشیانہ زمانے کی باتیں ہیں یہ احکام آج کل کے زمانہ میں مناسب نہیں۔ پس ان دونوں گروہوں کی اصلاح سب سے اول ضروری ہے۔ مگر ہم کیا اصلاح کر سکتے ہیں جب تک آسمان ہی سے نہ ہو۔ جس کے کان سننے کے ہوں اُسے ہم بخوشی سناتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں کہ بیان کرو تو وہ سنیں گے ہی نہیں یا بات کو دوسری طرف لے جائیں گے۔ بے دینی کی ایک زہرناک ہوا چل رہی ہے جس نے کسی کو ہلاک کر دیا، کسی کو اندھا کر دیا، کسی کو مست۔ وہ جو خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنے والے ہیں بہت تھوڑے رہ گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ کی ہستی ثابت کرنے کی بڑی ضرورت ہے۔ فرقے تو بہت ہو گئے ہیں مگر دہریہ سب سے زیادہ ہیں۔ عظمتِ الٰہی مطلق نہیں رہی۔ عظمت کیا ہو جبکہ خدا کے وجود پر ہی یقین نہیں رہا۔

ہر نبی کے زمانہ میں کچھ نہ کچھ خونریزی ہوئی۔ مَاکَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗٓ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ (الانفال: ۶۸)۔ انسانوں کے ہاتھوں پر جو امور مقدر تھے وہ تو ختم ہو چکے۔ اب خدا تعالیٰ نے ایسے کل امور کو اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ یہ طاعون، زلزلے، طرح طرح کے امراض، مصائب سب خدا کی تلواریں ہیں۔ تعجب ہے کہ حادثے پر حادثے آتے ہیں، مصیبت پر مصیبت آتی ہے مگر ہماری جماعت کے سوا دوسرا کوئی ان سے متاثر نہیں ہوتا۔ حالانکہ یہ سب بلائیں اس لئے ہیں کہ لوگوں کی غفلت دور ہو۔ وہ تضرع اختیار کریں اور سمجھیں کہ خدا ہے۔ دیکھو ہر پہلو سے حادثے واقع ہو رہے ہیں اور ابھی کیا معلوم کہ آگے آگے کیا ہونے والا ہے۔ ہمارا مذہب تو یہ ہے کہ اب جو کچھ کرے گا خدا ہی کرے گا۔ جراحی آخری علاج ہے اور علاج تو سب ہو چکے۔ پس یہ آخری علاج ہے۔ اب بیمار مرے گا یا صحتیاب ہوگا۔ کئی لاکھ انسان مر چکا ہے مگر عملی حالت دکھاتی ہے کہ ابھی کچھ بھی نہیں ہوا۔ نیکی کی طرف سے بہت دور ہیں اور بدی کی جانب قریب ہیں۔ استغفار کرنا چاہئے"۔

(ملفوظات جلد پنجم، طبع جدید، صفحہ ۴۳۹)

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تاکہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔ کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ رمضان المبارک میں درس القرآن کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے چنانچہ اس ہفتہ کے درس القرآن کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیہ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۱۶/ جنوری ۱۹۹۹ء:

آج کا درس سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۶۰ سے شروع ہوا جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اہل کتاب میں سے کوئی نہیں مگر اپنی موت سے پہلے اس پر یقیناً ایمان لائے گا اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا۔ حضور نے فرمایا کہ وہ لوگ جو عیسیٰؑ کو زندہ آسمان پر گمان کرتے ہیں اس آیت کا سہارا لیتے ہیں۔ چونکہ رفع مسیحؑ کے عقیدہ سے مغلوب ہوئے ہوئے تھے اس لئے بہت بہک گئے اور فرضی قصوں پر بنا کر کے عجیب و غریب باتیں منسوب کرنی پڑیں اور ایسے راویوں کی روایات بھی شامل کر دیں جو اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ ہم نے جھوٹ بولا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے مثال کے طور پر شُرَیْح کی ایک روایت حجاج بن یوسف کے بارے میں اس طرح بیان کی کہ حجاج کہتا تھا کہ مجھے اس آیت کا مضمون سمجھ نہیں آتا اور یہ آیت مجھے کھٹکتی ہے۔ شُرَیْح نے کہا کہ میں نے حجاج کو اس کا جواب ایک روایت کے حوالے سے اس طرح دیا کہ تمہیں پتہ نہیں کہ جب کوئی اہل کتاب مر رہا ہوتا ہے تو فرشتے اسے چوٹیں لگا رہے ہوتے ہیں کہ کیا اب بھی مسیح کو سچا مانے گا یا نہیں؟ تو وہ کہے گا ہاں میں ایمان لایا۔ حجاج نے پوچھا کہ تم نے کہاں سے سنا تھا۔ شُرَیْح نے کہا میں نے حجاج کو ایسے شخص کا حوالہ دیا جس سے وہ چڑتا تھا اور ساتھ ہی کہا، خدا کی قسم میں نے جھوٹ بولا۔ حضور انور نے فرمایا کہ وہ اس قسم کی غیر معقول روایات سے کبھی بھی مسیح کے آسمان پر زندہ جانے کو ثابت نہیں کر سکتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اور حضرت مصلح موعودؓ نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ لَیُؤمِنَنَّ بِہٖ کے درست معنے یہ ہیں کہ یہودی اور عیسائی مسیحؑ کے قتل پر ایمان لاتا ہے اور لاتا رہے گا۔ یہودی انہیں جھوٹا نبی قرار دینے کے لئے اور عیسائی کفارہ کے لئے۔ مگر ان کا یہ ایمان مرنے سے پہلے تک ہے، مرنے کے بعد عیسیٰؑ خود گواہ بن جائیں گے کہ تم میرے صلیب پر وفات پا جانے کے یقین میں جھوٹے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ اس آیت کے بارے میں میرا ایک موقف تو یہی ہے لیکن ایک اور بھی ہے جس کا ذکر پہلے کسی مفسر نے نہیں کیا اور وہ یہ ہے کہ یہ آیت

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

ہمارے غالب آنے کے ہتھیار استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت، خدا تعالیٰ کی عظمت کو مد نظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازیں ادا کرنا ہیں

توبہ آغاز ہے خدا کی راہ میں جدوجہد کرنے کا اور توبہ کو زندہ رکھنے کی کوشش ہی انسان کو زندہ کرتی ہے

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۲/ جنوری ۱۹۹۹ء)

لندن (۲۲/ جنوری): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ آل عمران کی آیت ۱۰۴ ﴿واعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا .... الخ﴾ کی تلاوت کی اور پھر اس کا تشریحی ترجمہ بیان کرنے کے بعد آنحضرت ﷺ کی ایک حدیث پیش کی جس میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو اللہ تعالیٰ نے پانچ باتوں کا حکم دیا تھا اور میں بھی تم کو پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔ وہ پانچ باتیں یہ ہیں۔ جماعت کے ساتھ رہو، سنو اور اطاعت کرو، ہجرت اور اللہ کے راستہ میں جہاد، حضور اکرم ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ وہ شخص جو جماعت سے بالشت بھر بھی نکل گیا تو اس نے گویا اسلام کا جوا اپنی گردن سے اتار پھینکا سوائے اس کے کہ وہ دوبارہ جماعت میں شامل ہو۔ حضور انور ایدہ اللہ نے اس حدیث نبوی کو پیش کرتے ہوئے ساتھ ساتھ ضروری امور کی تشریح اور وضاحت بیان فرمائی۔

احادیث نبویہ کے بعد حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اقتباسات پڑھ کر سنائے اور ان کے مطالب کو اچھی طرح سمجھا کر ذہن نشین کروایا۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

ضلع سیالکوٹ (پاکستان) میں
ایک احمدی مسلمان کی نعش کو قبر سے اکھاڑ کر باہر پھینک دیا گیا

(پریس ڈیسک) : پاکستان سے آمدہ اطلاعات کے مطابق ایک مخلص احمدی مکرم خلیل حسین صاحب ابن مکرم چوہدری محمد امین صاحب ساکن "بھیڈی" ضلع سیالکوٹ کی تدفین شدہ نعش کو بعض شرپسندوں نے ۲۲/۲۳ نومبر ۱۹۹۸ء کی درمیانی رات قبر اکھاڑ کر اور تابوت توڑ کر تابوت سے باہر چند گز کے فاصلہ پر پھینک دیا۔ مرحوم کو ۱۳ ر نومبر ۱۹۹۸ء کو گاؤں کے مشترکہ قبرستان میں دفن کیا گیا تھا اور تدفین میں کئی مقامی غیر احمدی شرفاء بھی شریک ہوئے تھے۔

جب مقامی آبادی کو اگلے روز قبر توڑنے کا پتہ چلا تو انہوں نے پولیس کو اطلاع دی اور ڈی ایس پی شیخ بشیر احمد بھاری تعداد میں پولیس لے کر موقع پر پہنچ گئے۔ گاؤں کے مقامی دوست بھی قبرستان آگئے اور اس واقعہ کی مذمت کی اور افسوس کا اظہار کیا۔

اس موقع پر پولیس نے حسب دستور بڑی بزدلی کا مظاہرہ کیا اور بجائے اس کے کہ ڈی ایس پی اس واقعہ کے مجرموں کا پتہ لگواتا اور سختی کرتا کہ ایسا واقعہ دوبارہ پیش نہ آئے، اس نے احمدی مسلمانوں کو مجبور کیا کہ وہ نعش کو کسی اور قبرستان میں لے جاکر تدفین کر دیں۔ چنانچہ مکرم خلیل حسین صاحب کی نعش کو ایک قریبی قبرستان میں لے جاکر دفن کیا گیا۔

عینی گواہوں کا کہنا ہے کہ باوجود ۱۳ دن کے بعد نعش اکھاڑنے کے اس میں کسی قسم کی بدبو کے اثرات پیدا نہیں ہوئے تھے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پاکستانی احمدی بھائیوں کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ظالموں اور شریروں کی جلد گرفت فرمائے اور ان کے ظلم اور شر سے معصوموں کو نجات بخشے۔ آمین۔

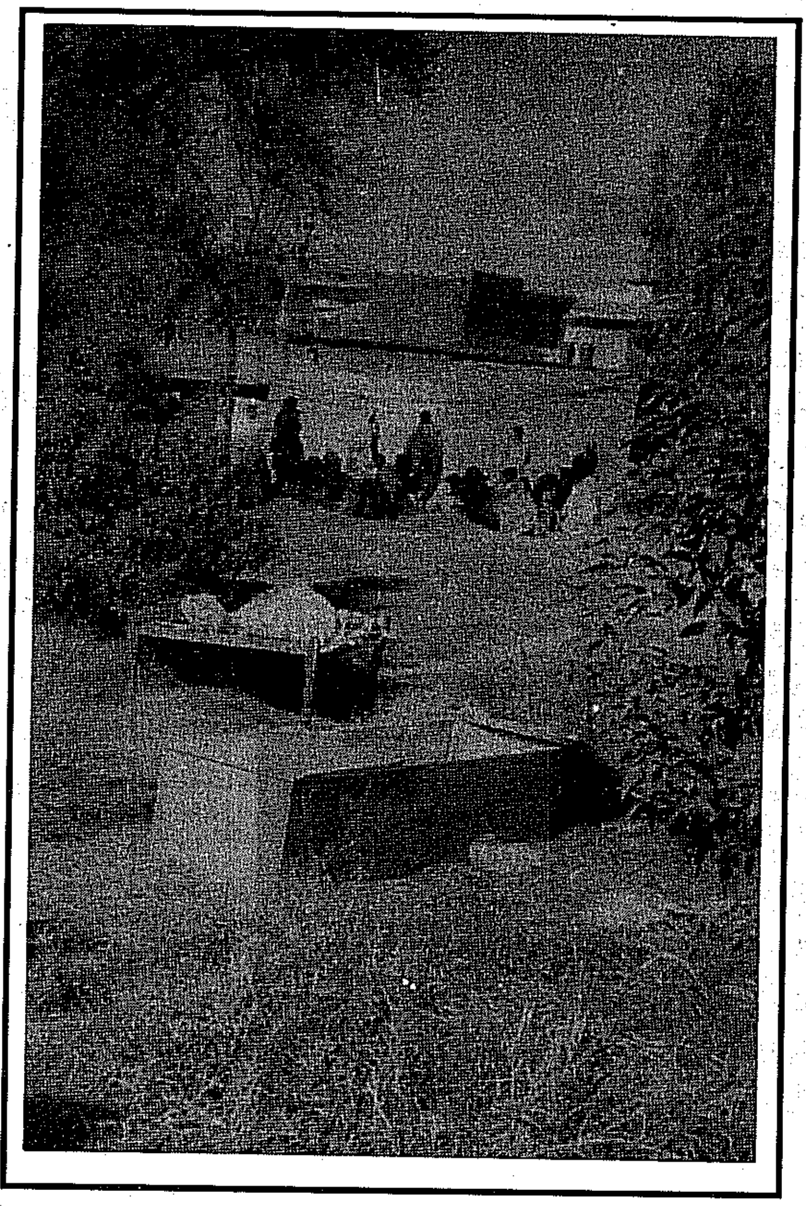

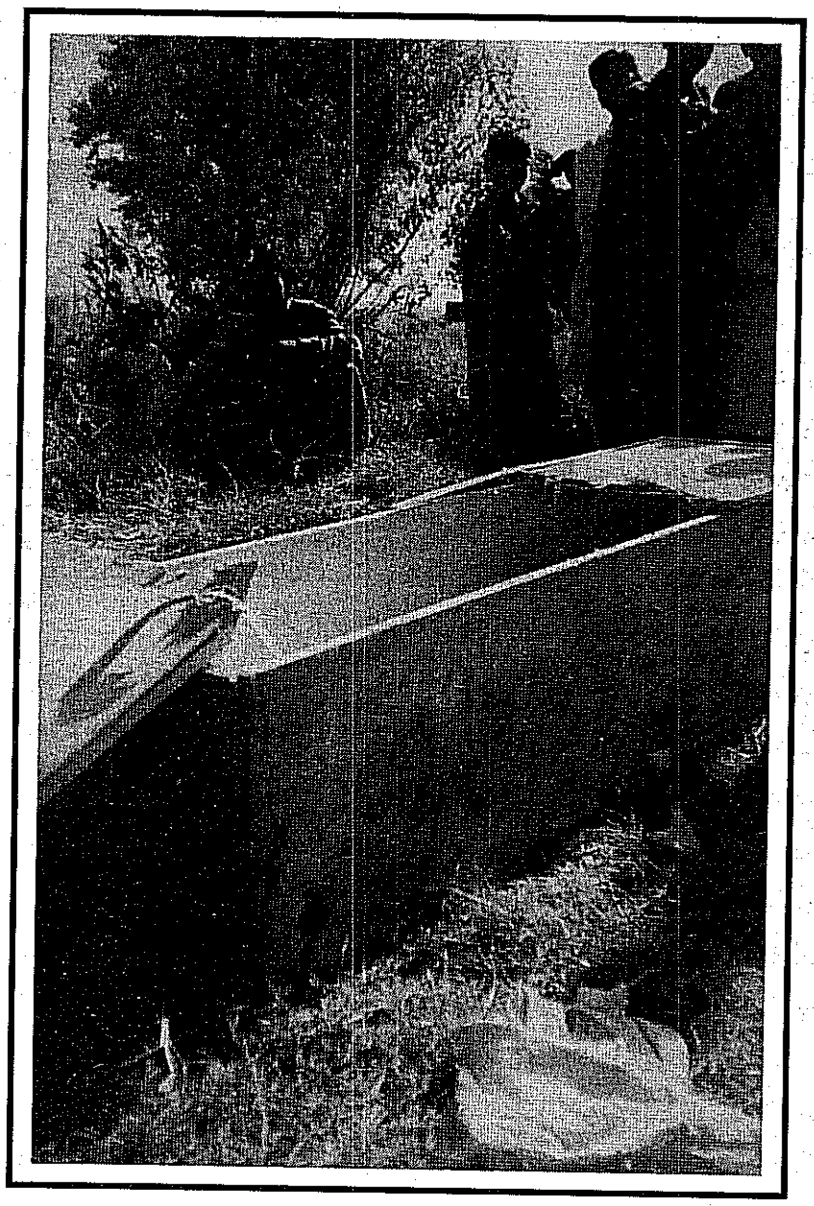

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یاد رکھو خدا کے بندوں کا انجام کبھی بد نہیں ہوا کرتا۔ اس کا وعدہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَ رُسُلِی بالکل سچا ہے۔ اور یہ اس وقت پورا ہوتا ہے جب لوگ اس کے رسولوں کی مخالفت کریں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب نہیں کہ مخالفت نہ ہو تو یہ وعدہ پورا نہیں ہوتا بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ مخالفت کے وقت یہ وعدہ روز روشن کی طرح پورا ہوتا دکھائی دیتا ہے۔ جب لوگ مخالفت چھوڑیں گے تو ویسے ہی خدا کا رسول غالب آجائے گا۔ اس اقتباس میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ سچائی پر اگر ہزار گرد و غبار ڈالا جاوے پھر بھی وہ باہر نکل کر اپنا جلوہ دکھائے گی۔

اسی طرح حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ خدا تعالیٰ کی یہ عادت ہرگز نہیں کہ جو اس کے حضور عاجزی سے گر پڑے وہ اسے خائب و خاسر کرے اور ذلت کی موت دیوے۔ جو اس کی طرف آتا ہے وہ کبھی ضائع نہیں ہوتا۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے فرمایا ہے کہ توبہ کو ہمیشہ زندہ رکھو اور کبھی مرنے نہ دو۔ جس کا مطلب ہے کہ توبہ کرنے کے بعد اس کو زندہ رکھنا ایک مسلسل جدوجہد کو چاہتا ہے۔ توبہ آغاز ہے خدا کی راہ میں جدوجہد کرنے کا اور توبہ کو زندہ رکھنے کی کوشش ہی انسان کو زندہ کرتی ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے، ہمارے غالب آنے کے ہتھیار استغفار، توبہ، دینی علوم کی واقفیت، خدا تعالیٰ کی عظمت کو مد نظر رکھنا اور پانچوں وقت کی نمازوں کو ادا کرنا ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ پانچ باتیں ہیں جو بنیادی طور پر پہلے بھی انبیاء کی طرف سے بیان کی جاتی رہی ہیں اور رسول اللہؐ نے بھی پانچ باتوں ہی کا حکم دیا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ان امور کو ہمیشہ اپنی زندگی میں اپنانے اور ان پر عمل پیرا ہونے کی خصوصی تاکید فرمائی۔

کیوں نہیں لوگو تمہیں حق کا خیال ☆ دل میں اٹھتا ہے مرے سَو سَو اُبال
اس قدر کین و تعصب بڑھ گیا ☆ جس سے کچھ ایماں جو تھا وہ سڑ گیا

کیا یہی تقویٰ یہی اسلام تھا
جس کے باعث سے تمہارا نام تھا

کیا تضرع اور توبہ سے نہیں ٹلتا عذاب
کس کی یہ تعلیم ہے دکھلاؤ تم مجھ کو شتاب
اے عزیزو اس قدر کیوں ہو گئے تم بے حیا
کلمہ گو ہو کچھ تو لازم ہے تمہیں خوفِ خدا

(از درثمین اردو)

(منظوم کلام سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام)

گوتم بدھ کو حاصل ہونے والا گیان

(مسعود احمد دہلوی)

گوتم بدھ کا ذاتی نام جو پیدائش کے وقت رکھا گیا سدھارتھا (Siddhartha) تھا۔ گوت تھی ان کی گوتم (Gotama) جو خاندانی نام کے طور پر استعمال ہوتی تھی۔ اس لحاظ سے پورا نام سدھارتھا گوتم تھا لیکن بعد میں وہ ایک بہت مخصوص و معروف مذہبی تحریک کے بانی کی حیثیت سے گوتم بدھ (Gotama the Buddha) کے نام سے مشہور ہو گئے۔ بدھ کے معنے ہیں عقلمند اور دانا و بینا انسان۔

گوتم بدھ کے مختصر حالاتِ زندگی

وہ چھٹی صدی قبل مسیح کے زمانہ میں شمالی ہندوستان میں پیدا ہوئے اور حسب روایات قدیم پیدا بھی ہوئے شدھودن (Suddhodan) نامی مہاراجہ کے ہاں۔ کہا جاتا ہے کہ اس مہاراجہ کی مملکت موجودہ نیپال اور اس کے قرب وجوار کے علاقہ پر مشتمل تھی اور راجپوتوں کے ساکیہ نامی قبائل کی مملکت کے نام سے موسوم تھی۔ ان کی والدہ کا نام تھا ملکہ مایا (Maya)۔ گوتم بدھ کے زمانہ میں بولی جانے والی زبان پالی اور بھارت ورش کی قدیم زبان سنسکرت ہر دو زبانوں کے نامور ماہر اور محقق دھرمانند کو سمبی نے اپنی گجراتی زبان میں تصنیف کردہ "بھگوان بدھ" نامی کتاب میں اس امر پر اتفاق نہیں کیا ہے کہ گوتم بدھ کسی بڑی مملکت کے حکمران کے ہاں پیدا ہوئے تھے اور یہ کہ ان کی ابتدائی زندگی پُر تعیش محلات میں گزری تھی۔ انہوں نے اپنی اس کتاب میں (جس کا اردو ترجمہ ساہتیہ اکیڈمی دہلی نے شائع کیا) تاریخی شواہد کی رو سے ثابت کیا ہے کہ شمالی ہندوستان کے تاریخی تذکروں میں کسی ایسی مملکت کا سرے سے کوئی ذکر نہیں ملتا جس پر راجپوتوں کے ساکیہ قبائل کبھی حکمران رہے ہوں۔ ان کا کہنا ہے کہ شمالی ہندوستان میں ازمنۂ قدیم سے یہ روایت چلی آ رہی ہے کہ بڑے اور صاحب اقتدار زمیندار بھی راجہ کہلاتے تھے۔ انہیں ان کی وسیع جاگیر کا راجہ کہا جاتا تھا۔ اس لحاظ سے جناب دھرمانند کو سمبی کے نزدیک گوتم بدھ ایک باعزت اور متمول جاگیردار گھرانے میں پیدا ہوئے تھے اور آغاز جوانی میں وہ اپنے کھیتوں میں خود بھی ہل چلایا کرتے تھے۔ اور اپنی زمینوں پر زراعت کی خود نگرانی کیا کرتے تھے۔ دھرمانند کو سمبی ۱۸۷۶ء میں گوا کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں پیدا ہوئے تھے۔ انہوں نے بڑے ہو کر مہاراشٹر اور گجرات کے مختلف شہروں میں رہ کر پالی اور سنسکرت میں مہارت حاصل کی اور بودھوں کی شریعت "تری پٹک" کے بارہ میں تحقیق کر کے گوتم بدھ اور بدھ مت پر کتب تصنیف کرنے میں بہت نام پیدا کیا۔ دو مرتبہ انہیں ہارورڈ یونیورسٹی امریکہ میں مدعو کیا گیا۔ ۱۹۲۹ء میں پالی زبان کے ایک روسی عالم شیر ہٹکی کی دعوت پر روس بھی گئے۔ اس طرح ان کی جدید ریسرچ سے امریکہ اور روس کی یونیورسٹیوں میں استفادہ کیا گیا۔ وہ گوتم بدھ کے دل سے معتقد و مداح تھے۔ ان کی گرانقدر تحقیق کا ایک زمانہ معترف تھا۔ عین ممکن ہے کہ ان کی یہ بات بالکل درست ہو کہ گوتم بدھ کسی مہاراجہ کے بیٹے نہیں بلکہ صرف ایک بڑے اور متمول زمیندار کے فرزند تھے۔ اور وہ اپنی زمینوں پر خود ہل چلایا کرتے تھے۔ پر تعیش محلات میں زندگی گزارنے کے واقعات ایک دلچسپ فسانہ کی کڑیاں ہیں اور یہ کہ زیب داستاں سے زیادہ ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ لیکن سردست ہم کسی بحث میں پڑے بغیر روایتی کہانی کے اس حصے کو درست تصور کر لیتے ہیں کہ گوتم بدھ ایک بڑی مملکت کے حکمران مہاراجہ کے فرزند تھے کیونکہ ہمیں غرض ان کے مذہبی مصلح ہونے کی حیثیت اور ان کے پیدا کردہ انقلاب سے ہے نہ کہ ان کی دنیوی وجاہت اور ظاہری شان و شوکت سے۔

گوتم بدھ کے حالاتِ زندگی پر اُس کہانی کی رو سے جسے ہم نے بات آگے بڑھانے کے لئے درست تصور کیا ہے اور جو بدھ مت والوں کے نزدیک مسلّمہ حقیقت کا درجہ رکھتی ہے۔ ان کی شادی جبکہ ابھی ان کی عمر صرف سولہ سال تھی یشودھر (Yashodhara) نامی ایک بہت حسین و جمیل شہزادی سے ہوئی۔ شادی کے بارہ سال بعد جبکہ ان کی عمر ۲۹ سال تھی ان کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام راہول (Rahula) رکھا گیا۔ حسب روایت یہ بارہ سال انہوں نے غایت درجہ آراستہ و پیراستہ نہایت پر شکوہ محلات کے انتہائی پُر تعیش ماحول میں گزارے۔ گرمی، برسات اور جاڑے کے موسمی حالات کے مطابق تین نہایت عالیشان محلات تھے جو اس شاہی جوڑے کے شاہانہ و مسرفانہ زندگی کے لئے مخصوص کئے گئے تھے۔ لیکن عیش و عشرت کی اس بے مقصد زندگی سے ان کا دل بہت جلد بھر گیا اور طبیعت میں رغبت کی بجائے اکتاہٹ غالب آتی چلی گئی۔ حتیٰ کہ وہ ہر چہار طرف جنگل کی آگ کی طرح پھیلنے اور بھڑکنے والے پاپ اور اس کے نتیجہ میں انسانی زندگی کو لاحق ہونے والے گوناگوں روحانی امراض پر سخت پریشان رہنے لگے۔ ان کا دل روز بروز عیش و آرام اور اردگرد پر تعیش سامانوں کے اہتمام و انصرام سے اچاٹ ہوتا چلا گیا۔ اور یہ فکر انہیں اندر ہی اندر گھلانے لگی کہ دنیا میں پھیلے ہوئے پاپ اور دکھ بھرے روحانی امراض سے لوگوں کو کیسے نجات دلائی جائے۔ اکتاہٹ اور گہرے فکر و تردّد کے اس عالم میں بیٹے کی پیدائش نے انہیں ہلا کر رکھ دیا۔ انہیں یوں محسوس ہوا کہ بیوی کے علاوہ ان کے پاؤں میں ایک اور بیڑی پڑ گئی ہے۔ فکر انہیں یہ لاحق ہوئی کہ کہیں بیٹے کی محبت میں محو ہونے سے دنیا سے پاپ اور دکھ دور کرنے کا عزم و ارادہ کمزور نہ پڑ جائے۔ اور وہ پھر عیش و آرام کی زندگی میں مگن رہ کر دنیا کے دکھوں کا کوئی مداوا تلاش نہ کر سکیں۔ بیٹے کی پیدائش ایک ایسا موڑ ثابت ہوئی جس نے ان کی زندگی کے دھارے کو یکسر بدل کر رکھ دیا۔ انہوں نے بڑے سوچ بچار اور عزم و ہمت سے کام لے کر اور عیش و عشرت کی زندگی سے منہ موڑ کر اور سنیاس لے کر لوگوں کے دکھوں کے مداوا کی کوئی راہ تلاش کرنے کا مصمم ارادہ کر لیا۔ چھ سال کی انتہائی پرمشقت اور جانگسل ریاضت کے بعد انہیں ایک گیان حاصل ہوا۔ ان کے دل میں آیا کہ یہ گیان ایک ایسی روشنی ہے جس سے چاروں طرف پھیلی ہوئی ظلمت دور ہو سکتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے شمالی ہندوستان میں گھوم پھر کر وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع کیا۔ برہموں کی طرف سے شدید مخالفت کے باوجود انہوں نے ہمت نہ ہاری۔ رفتہ رفتہ پہلے ایک ایک، دو دو، اور پھر جوق در جوق لوگ ان کے گرد جمع ہونے لگے۔ اس طرح وہ بھکشوؤں اور گرہستی والوں کی علیحدہ علیحدہ جماعتیں بنانے میں کامیاب ہو گئے اور یہ جماعتیں ان کی زیر نگرانی و زیر ہدایت یکسر ایک نئے مسلک کا پرچار کرنے لگیں۔ اس کے نتیجہ میں ان کی تعلیم نہ صرف شمالی ہندوستان میں بلکہ سری لنکا، برما، تھائی لینڈ، کمبوڈیا، ویتنام، کوریا، چین، تائیوان اور جاپان میں پھیلتی چلی گئی۔

یہ ہے مختصر کہانی گوتم بدھ اور ان کے لائے ہوئے مذہبی انقلاب کی۔ لیکن ہمیں ایک یکسر مختلف کہانی بدھ مت کے بنیادی مذہبی لٹریچر "تری پٹک" میں ملتی ہے۔ تاہم ہمیں زیادہ غرض اس کہانی سے نہیں بلکہ ہمیں زیادہ دلچسپی ہے اس گیان سے جو انہیں حاصل ہوا اور جس کا انہوں نے اسّی سال کی عمر تک تادم آخر پرچار کیا۔ لیکن انہیں حاصل ہونے والے اصل گیان تک پہنچنے کے لئے ہمیں "تری پٹک" میں مذکور دیومالائی قسم کی ان کی من گھڑت اور فرضی زندگی کی طرف بار بار متوجہ ہونا پڑے گا تاکہ ان کی زندگی کے جن پہلوؤں کو دیومالائی شکل دی گئی ہے انہیں تنقید کی کسوٹی پر پرکھ کر اصل حقائق تک رسائی حاصل کی جا سکے۔ اس کے بغیر گوتم بدھ کے مجاہدے اور انجام کار ان کے اصلاحی کارنامہ کی اہمیت کا اندازہ لگانا ممکن نہیں ہے۔

گوتم بدھ کی زندگی کا رخ موڑنے والے بعض دیگر واقعات

"تری پٹک" کی رو سے گوتم بدھ کی زندگی میں اس واقعہ کو بہت اہمیت حاصل ہے کہ عیش و عشرت میں زندگی بسر کرنے والے شاہزادہ سدھارتھ (یعنی خود گوتم بدھ) نے ایک روز اپنے شاہی رتھ بان سے کہا کہ وہ اسے رتھ میں سوار کر کے محل سے باہر کی دنیا میں لے جائے تاکہ وہ یہ جان سکے کہ اس کی مملکت کے عام شہری کس حال میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اس سیر کے دوران سدھارتھ کی نظر ایک خمیدہ کمر بوڑھے پر پڑی جو لاٹھی کے سہارے قدم اٹھا اٹھا کر مشکل سے چل رہا تھا۔ شہزادہ نے رتھ بان سے پوچھا یہ شخص کون ہے اور اس حال میں کیوں اور کس طرح پہنچا ہے۔ رتھ بان نے جواب دیا یہ ایک بوڑھا شخص ہے۔ پہلے یہ بھی آپ کی طرح نوجوان تھا، بڑی عمر نے اسے بوڑھا اور مضمحل کر دیا ہے۔ شہزادہ نے بڑے متفکرانہ انداز میں پوچھا تو کیا میں بھی آگے چل کر بوڑھا اور لاغر ہو جاؤں گا۔ یہ سن کر شہزادہ اداس ہو گیا اور اس نے گھبرا کر کہا مجھے واپس محل میں لے چلو۔ وہ بہت دلبرداشتہ ہو کر انتہائی فکر مندی اور پریشانی کے عالم میں محل میں واپس لوٹا اور کھویا کھویا سا رہنے لگا گویا کہ وہ بہت گہری سوچ میں ڈوبا ہوا ہو۔ کچھ دنوں کے بعد وہ پھر رتھ میں باہر نکلا۔ اس دفعہ اسے ایک بیمار اور نحیف شخص نظر آیا اور رتھ بان سے یہ معلوم کر کے کہ شدید بیماری نے اسے اس حال میں پہنچایا ہے وہ اس سوچ میں پڑ گیا کہ ایک دن وہ بھی بیمار ہو کر اسی طرح لاغر و کمزور و ناکارہ و بے مصرف ہو جائے گا۔ کچھ دنوں کے وقفہ کے بعد وہ تیسری مرتبہ پھر باہر نکلتا ہے۔ اس دفعہ سیر کے دوران ایک ارتھی نظر آتی ہے۔ اس کے دریافت کرنے پر رتھ بان اسے بتاتا ہے کہ یہ ایک فوت شدہ انسان کی ارتھی ہے۔ لوگ اس کے مردہ جسم کو جلا کر بھسم کر دینے کے لئے لے جا رہے ہیں۔ یہ منظر اس کے لئے اور بھی زیادہ غم و اندوہ کا موجب ہوا۔ دنیا کی بے ثباتی اور انسانی زندگی کی ناپائیداری کا اسے شدید احساس ہوا اور وہ سوچنے لگا کہ بڑھاپے، دکھ، بیماری اور موت سے کس طرح نجات حاصل کی جائے۔ کہانی یہاں ختم نہیں ہوتی بلکہ آگے چلتی ہے۔ شہزادہ سدھارتھ ایک دفعہ پھر رتھ میں بیٹھ کر محل سے نکلتا ہے اور رتھ بان سے ایک اور سمت میں چلنے کے لئے کہتا ہے۔ اس دفعہ اسے ایک تارک الدنیا شخص نظر آتا ہے۔ اس تارک الدنیا شخص نے مختصر سے گیروے کپڑے پہنے ہوئے تھے اور وہ دنیا و مافیہا سے بے نیاز اپنے من کی دنیا میں مگن جنگل کی سمت میں چلا جا رہا تھا۔ شہزادہ کے دریافت کرنے پر اسے بتایا گیا کہ یہ ایک ایسا شخص ہے جس نے زندگی کے تمام علائق سے منہ موڑ کر سنیاس اختیار کر لیا ہے۔ اس نے حوائج و ضروریات کو کم سے کم کر کے اپنے آپ کو عام انسانوں سے یکسر مختلف بنا لیا ہے اور یہ جنگل کے پُر سکون ماحول میں گیان دھیان میں مصروف رہتا ہے۔ شہزادہ اس تارک الدنیا کی حالت سے بہت متاثر ہوا۔ خواہشات سے مبرّا زندگی کا یہ انداز اسے پسند آیا اور وہ گہری سوچ میں غرق جلد ہی محل میں واپس لوٹ آیا۔ وہ عیش و عشرت سے منہ موڑ کر تنہائی میں اپنے دن رات بسر کرنے لگا۔ اس طرح زندگی کی حقیقتوں کے بارہ میں سوچنا اس کا معمول بن گیا۔ یہ ساری کہانی "تری پٹک" کے "دیگھ نکائے" چودھویں سُتّا میں بڑی تفصیل سے درج ہے۔

داستان سرائی کے لحاظ سے اسے ایک دردانگیز اور بایں ہمہ دلچسپ کہانی ضرور قرار دیا جا

سکتا ہے۔ لیکن ہر صاحبِ فہم شخص جان سکتا ہے کہ ان باتوں کا بھلا حقیقت سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔ کس قدر بعید از قیاس ہے یہ بات کہ گوتم بدھ بچہ سے بڑا ہو کر جوان ہوئے، شادی ہونے کے بعد ایک بچے کے باپ بنے۔ اتنی عمر گزارنے اور زندگی کے نشیب و فراز میں سے گزرنے کے باوجود انہیں یہ بھی پتہ نہ تھا کہ انسان بوڑھا اور بیمار ہو کر مر جاتا ہے اور ان لوگوں کے سوا جو بچپن یا جوانی میں ہی فوت ہو جائیں ہر انسان بیمار بھی ہوتا ہے۔ نیز بوڑھا ہو کر ضعیفی کے دور میں سے گزرتا ہے اور خواہ کتنی ہی طویل عمر کیوں نہ پائے اسے بہر حال مرنا بھی ہوتا ہے۔ یہ روزمرہ مشاہدہ میں آنے والی وہ باتیں ہیں جنہیں شعور کی عمر کو پہنچنے والا ایک بچہ بھی جانتا ہے کجا یہ کہ گوتم بدھ کے بارہ میں یہ باور کیا جائے کہ وہ جوان اور شادی شدہ ہونے کے باوجود ان حقیقتوں سے یکسر ناواقف و نابلد تھے۔ ہاں یہ باتیں ایک سچا خواب یا کشف تو ہو سکتی ہیں۔ اور اس خواب یا کشف کے ذریعہ گوتم بدھ کو یہ باور کرایا گیا ہو کہ گناہوں کی کثرت کی وجہ سے لوگ روحانی امراض اور روحانی ضعیفی کا شکار ہو کر روحانی موت سے ہم آغوش ہو چکے ہیں اور یہ کہ انہیں روحانی موت کے منہ میں جانے سے بچانا از بس ضروری ہے۔

گوتم بدھ کو سنیاس اختیار کرنے پر مجبور کرنے والا ایک اور امر

"دیگھ نکائے" کے چودھویں ستا سے (جس میں متذکرہ بالا واقعات بیان ہوئے ہیں) پتہ چلتا ہے کہ بھارت ورش میں پائے جانیوالے اخلاقی و روحانی انحطاط و فساد و بگاڑ اور روحانی موت کی گرم بازاری و عام فراوانی کے علاوہ ایک اور امر بھی گوتم بدھ کے لئے سخت تشویش کا موجب بنا ہوا تھا اور وہ تھا ہندوؤں میں عام مروج آواگون یا تناسخ کا عقیدہ۔ یہ بات ان کے نزدیک یکسر ناقابل قبول تھی کہ انسان اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے مرنے اور موت واقع ہو جانے کے بعد کسی ارذل مخلوق کی شکل میں کسی اور رحم مادر سے دوبارہ جنم لے کر اس دنیا میں واپس آئے اور پھر ارذل سے ارذل حالتوں میں بار بار جنم کے ذریعہ مسلسل گرتا ہی چلا جائے۔ اور اس بار بار جنم یا پیدائش کے چکر سے آزاد ہونے کی کوئی راہ نہ نکلے۔ بار بار جنم لینے کے اس لامتناہی چکر سے وہ کس قدر متنفر اور پریشان تھے اس کا اندازہ ان کے ابتدائی دور کے بے ساختہ اظہار پر مشتمل ایک ارشاد سے ہوتا ہے۔ قبل اس کے کہ ہم اس ارشاد کا اردو ترجمہ یہاں نقل کریں یہ بتانا ضروری ہے کہ ان کا یہ ارشاد ای۔ ایچ۔ بریوسٹر (E.H.Brewster) کی مرتب کردہ انگریزی کتاب "دی لائف آف گوتما دی بدھا" (The Life Of Gotama The Buddha) سے ماخوذ ہے۔ اس کتاب کو انگلستان کے پبلشنگ ادارے راوٹ لیج اینڈ کیگن پال لمیٹڈ (Routledge & Kegan Paul Ltd. London E.C.4) نے پہلی بار ۱۹۲۶ء میں شائع کیا تھا۔ پھر ۱۹۵۶ء میں یہ دوبارہ چھپی۔ یہ کتاب تمام تر "تری پٹک" کے بعض حصوں کے انگریزی تراجم پر مشتمل ہے۔ مرتب نے اس میں اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہیں کیا ہے اور اپنی کاوش کو گوتم بدھ کے ارشادات کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ پیش کرنے تک محدود رکھا ہے۔ "دیگھ نکائے" کے چودھویں ستا میں ہی مذکور ہے کہ گوتم بدھ نے آواگون کے عقیدہ سے اپنی بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا:

"...... Verily this world has fallen upon trouble; one is born,and grows old,and dies; and falls from one state, and springs up in another. And from this suffering, moreover, no one knows of any way of escape, even from decay and death. O, when shall a way of escape from this suffering be made known, from decay and from death?"(P.19)

"بلاشبہ یہ دنیا مصیبت میں مبتلا ہو چکی ہے۔ ایک شخص پیدا ہوتا ہے، وہ بوڑھا ہو جاتا ہے اور پھر مر جاتا ہے۔ وہ ایک حالت سے گزرتا ہے اور دوسری (یعنی مزید گری ہوئی۔ ناقل) حالت میں پھر ابھر آتا ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ اس دُکھ اور مصیبت سے بچ نکلنے کا کسی کو کوئی راستہ نظر نہیں آرہا۔ گراوٹ اور انحطاط اور موت سے نجات کی کسی کو کوئی سبیل نہیں سوجھ رہی۔ ارذل حالتوں میں گرنے اور بار بار موت سے دوچار ہونے کے دکھ درد سے نجات کے راستہ سے لوگوں کو کب آگاہی حاصل ہوگی؟"۔ (کتاب مذکور کا صفحہ ۱۹)

بدھ مت کی روایات کی رو سے لوگوں کی عام اخلاقی اور روحانی گراوٹ نیز مرنے کے بعد ارذل سے ارذل تر حالتوں میں بار بار جنم لینے کے چکر سے نجات کا راستہ تلاش کرنے کی شدید تڑپ نے گوتم بدھ کو عیش و عشرت کی زندگی سے یکسر متنفر کر دیا اور وہ ہمہ وقت اِسی اُدھیڑ بن میں رہنے لگے کہ لوگوں کو وسیع پیمانہ پر پھیلے ہوئے پاپ کے تباہ کن اثرات اور ارذل سے ارذل تر حالت میں بار بار جنم کے لامتناہی چکر سے کیونکر نجات دلائی جائے۔ اس کی خاطر انہوں نے درویشانہ زندگی اختیار کرنے اور خدا سے لو لگا کر دھیان گیان میں وقت گزارنے کا فیصلہ کیا۔ انہیں خیال آیا کہ شاید اسی طرح نجات کی کوئی راہ ان پر منکشف ہو سکے۔ لیکن اس راہ میں عائلی زندگی نیز زرعی جاگیر اور جائیداد کی نگہداشت کی عظیم ذمہ داریاں سدِّراہ تھیں۔ درویشی اختیار کرنے اور مجاہدات کی صعوبتیں برداشت کرنے سے پہلے والد اور بیوی کی رضامندی حاصل کرنا ضروری تھا اور یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔

سنیاس اختیار کرنے کے لئے اجازت طلبی کی کوشش

آخر گوتم بدھ نے جی کڑا کر کے ایک دن اپنے باپ راجہ شدھودن کو اپنے ارادہ سے آگاہ کیا۔ وہ اپنے بیٹے کی مسرفانہ زندگی سے بے رغبتی اور وسیع جائیداد سنبھالنے کے کاموں میں عدم دلچسپی سے پہلے ہی بہت فکرمند تھا۔ بیٹے کے ارادہ سے آگاہ ہو کر وہ بہت سٹپٹایا اور اسکے لئے دنیا اندھیر ہو گئی۔ اس نے اپنے اکلوتے بیٹے کو سمجھانے کی بہت کوشش کی اور اس کی منّت سماجت کی کہ وہ اپنے اس مہلک ارادہ سے باز آجائے۔ گوتم بدھ نے بھی طویل بحث و تمحیص کے ذریعہ اپنے جاہ طلب باپ کو سمجھانے کی مقدور بھر کوشش میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی۔ انہوں نے اپنے باپ سے کہا میں زندگی اور اس کی ذمہ داریوں سے فرار اختیار نہیں کر رہا بلکہ میں ایک اعلیٰ تر مقصد کی خاطر سنیاس اختیار کرنا چاہتا ہوں۔ میں پاپ کے گرداب میں پھنسے ہوئے لوگوں کو اس میں سے نکال کر امن و عافیت اور طمانیت کے ساحل مراد تک پہنچانا چاہتا ہوں۔ میں وہ راہ تلاش کرنا چاہتا ہوں جس پر چل کر لوگ دکھ، بیماری، بڑھاپے اور موت کے پنجہ سے آزاد ہو سکیں۔ راجہ شدھودن نے کہا نہ معلوم یہ دنیا کب سے اسی ڈگر پر چلتی چلی آرہی ہے۔ اے میرے بیٹے تُو ایک ایسے راستے پر چل نکلا ہے جو تجھے کسی منزل پر نہیں پہنچائے گا۔ تو جنگلوں میں مارا مارا پھرے گا اور اسی تگ و دو میں اپنی جان گنوا بیٹھے گا۔ تجھے ناکامی و نامرادی اور تباہی و بربادی کے سوا کچھ حاصل نہ ہوگا۔ گوتم بدھ نے کہا اچھا میں اپنے ارادہ سے باز آجاتا ہوں آپ مجھے یہ یقین دلا دیں کہ نہ میں کبھی بیمار ہونگا، نہ بوڑھا اور لاچار ہونگا اور نہ کبھی مروں گا۔ راجہ نے کہا میں اس کا یقین کیسے دلا سکتا ہوں جبکہ سارے ہی لوگ بیمار ہوتے، بوڑھے ہو کر لاچاری سے دوچار ہوتے اور موت کا شکار ہوتے چلے آرہے ہیں۔ گوتم بدھ نے کہا اگر آپ مجھے یہ ضمانت نہیں دے سکتے تو پھر از راہ نوازش میرے راستہ میں حائل نہ ہوں اور مجھے راہِ نجات کی تلاش میں اپنی سی کوشش کرنے دیں۔ راجہ نے یہ جان کر کہ اس کا بیٹا اپنے ارادہ سے باز آنے والا نہیں گفتگو یہیں ختم کر دی لیکن اس نے ہمت نہیں ہاری اور بیٹے کو اس کے ارادہ سے باز رکھنے کی ایک تدبیر اس کے ذہن میں آئی۔ قبل اس کے کہ ہم اس تدبیر کا ذکر کریں ایک اہم امر کی طرف توجہ دینا ضروری ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جب گوتم بدھ نے اپنے باپ سے یہ کہا کہ وہ اس امر کی ضمانت دے کہ میں نہ کبھی بیمار ہونگا، نہ بوڑھا اور لاچار ہونگا اور نہ کبھی مروں گا تو ان کی مراد ہرگز بھی دنیا میں ہر انسان کو لاحق ہونے والی جسمانی بیماری، جسمانی بڑھاپے اور جسمانی موت سے نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ ایسی نامعقول بات کر ہی نہیں سکتے تھے جو روزمرہ کے مشاہدہ کے سراسر خلاف تھی۔ لوگ بیمار ہوتے، بوڑھے ہوتے اور مرتے چلے آرہے تھے۔ ان کی مراد بدیہی طور پر روحانی بیماریوں، روحانی بڑھاپے اور اس کی لاچاریوں اور روحانی موت کی اسیریوں سے تھی اور وہ روحانی بیماریوں اور روحانی موت سے ہی لوگوں کو نجات دلانا چاہتے تھے۔ اور راجہ جو محض ایک دنیادار انسان تھا روحانی بیماری اور روحانی موت سے نجات کی ضمانت دینے کا قطعاً اہل نہ تھا۔

اب ہم آتے ہیں راجہ شدھودن کی اس تدبیر کی طرف جو اس نے گوتم بدھ کو سنیاس اختیار کرنے سے روکنے کے سلسلے میں کی۔ اس نے کیا یہ کہ اس نے اپنی بہو یعنی گوتم بدھ کی بیوی سے کہا کہ وہ اپنے خاوند کو بہلانے پھسلانے اور سمجھانے کی کوشش کرے اور اگر وہ کسی صورت باز نہ آئے تو اس کے سامنے اس کے نوزائیدہ بچہ راحول کو پیش کر کے اس کا واسطہ دے اور اس کو کہے کہ وہ اپنے اس معصوم بچہ پر ترس کھاتے ہوئے اس کی زندگی کی خاطر اپنے ارادہ سے باز آجائے۔ شہزادی یشودھر نے اپنے خاوند کے سنیاس اختیار نہ کرنے کے سلسلے میں ہر حربہ آزمایا لیکن وہ اسے رام کرنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ گوتم بدھ نے بیوی کو سمجھایا کہ وہ نہ صرف اپنے آپ کو بلکہ خود اپنے فرزند راحول اور تمام دوسرے لوگوں کو دکھ، بیماری، بڑھاپے اور موت کے چکر سے نکال کر انہیں امن و سلامتی اور حیات ابدی کے راستہ پر چلانا چاہتا ہے۔ جب یہ راستہ اسے مل جائے گا تو وہ واپس آجائے گا۔ گوتم بدھ کے عزم و ارادہ کو پہاڑوں سے بھی زیادہ مضبوط پا کر بیوی نے گوتم بدھ کے آگے ہتھیار ڈال دئے اور اسے سنسار کی خاطر سنیاس اختیار کرنے کی اجازت دے دی اور اغلباً راجہ کو بھی اس سے مطلع کر دیا۔ چنانچہ حسب فیصلہ ایک روز گوتم بدھ نے سر منڈوایا اور نہانے کے بعد گیروے کپڑے پہنے اور گھر سے بے گھر ہونے کی راہ پر چل نکلے۔ (تفصیلات کے لئے دیکھیں انگریزی کتاب "دی لائف آف بدھا" (The Life of Buddha)۔ مصنفہ ایڈمز بیک (Adams Beck)۔

گوتم بدھ کا مجاہدہ اور اس کے بعض پہلو

اس طرح قریباً تیس سال کی عمر کو پہنچنے کے بعد گوتم بدھ کی زندگی کا یکسر ایک نیا دور شروع ہوا۔ یہ تھا تلاش حق کی جستجو میں عظیم ریاضتوں اور جانگسل مجاہدوں کا پُرصعب و پُرمحن دور۔ دھرمانند کوسمبی (جن کا اوپر ذکر آچکا ہے) چونکہ اس بات کے سرے سے قائل نہ تھے کہ گوتم بدھ کسی بہت بڑی مملکت کے راجہ کے فرزند تھے۔ ان کے نزدیک وہ ایک معزز و متمول زمیندار یا جاگیردار کے بیٹے تھے اور اپنے زمانہ کے متمول لوگوں کی طرح ہی زندگی بسر کرتے تھے۔ اسی لئے انہوں نے (دھرمانند کوسمبی نے) اپنی کتاب "بھگوان بدھ" میں اس امر کو محض افسانہ قرار دیا ہے کہ انتیس سال کی عمر میں زندگی میں پہلی مرتبہ گوتم بدھ یکے بعد دیگرے ایک بوڑھے پھر ایک بیمار اور پھر ایک وفات پا جانے والے شخص کی ارتھی دیکھ کر بہت افسردہ ہوئے۔ اور ان کے دل میں ضعیفی، بیماری اور موت کا کارن معلوم کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ دھرمانند کوسمبی کی تحقیق اور نظریہ کے مطابق گوتم بدھ نے شعور کی

باقی صفحہ نمبر ۱۳ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے

ہمیشہ تقویٰ کی راہیں اختیار کریں تو اللہ آپ کی سرحدوں کی حفاظت فرمائے گا

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۱۸ر دسمبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۸ر فتح ۱۳۷۷ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ. فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ. وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ. يُرِيْدُاللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ. وَلِتُكْمِلُوْا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوااللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾. (سورۃُ البَقَرَة :۱۸۶)

اس آیت کا آزاد ترجمہ یہ ہے کہ رمضان کا مہینہ جس کے دوران یا جس کے بارے میں قرآن نازل فرمایا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ رمضان کے مہینے ہی میں قرآن کے نزول کا آغاز ہوا تھا لیکن فِيْهِ کا اصل معنی یا زیادہ گہرا معنی یہ ہے کہ رمضان کے بارہ میں قرآن اتارا گیا ہے۔ یہ سارا قرآن جتنے بھی مضامین رکھتا ہے وہ سارے رمضان کے مبارک مہینے میں گویا دہرائے جاتے ہیں۔

هُدًى لِلنَّاسِ ہدایت ہے لوگوں کے لئے وَبَيِّنٰتٍ مِنَ الْهُدٰى صرف عام ہدایت ہی نہیں بلکہ ایسی ہدایت ہے جس میں بہت کھلی کھلی روشن کر دینے والی ہدایتیں شامل ہیں۔ یعنی اس میں قرآن کریم کی اس عظمت کا بیان ہے جو اس سے پہلے کسی کتاب کو نصیب نہیں ہوئی۔ بَيِّنٰتٍ مِنَ الْهُدٰى بھی اس میں ہے۔ وَالْفُرْقَانِ اور ایسے دلائل ہیں جو غلبے کی طاقت رکھتے ہیں کھلی کھلی، ظاہر و باہر، شان و شوکت اپنے اندر رکھتے ہیں اور یہ ساری باتیں رمضان کے مہینے میں گویا اکٹھی کر دی گئی ہیں۔ رمضان کے مہینے میں اگر تم اس قرآن پر عمل کرو جس کی یہ شان ہے تو تمہارا رمضان کا مہینہ بھی اسی شان کے ساتھ چمکے گا۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ پس نتیجہ یہ نکالا گیا، پس تم میں سے جو بھی اس مہینے کو پائے تو اس مہینے کے روزے رکھے۔ يَصُمْهُ اس کو روزوں کی حالت میں گزارے۔ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ لیکن لوگ مستثنٰی بھی ہوا کرتے ہیں۔ ہر معاملے میں استثناء بھی ہوتے ہیں۔ فرمایا جو تم میں سے مریض ہو اَوْ عَلٰى سَفَرٍ یا سفر پر ہو فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ تو پھر عدت پوری کرنی ہے دوسرے مہینوں میں، رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں میں وہ روزے پورے کر لئے جائیں۔ يُرِيْدُاللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ یاد رکھو کہ اللہ نے تمہارے لئے آسانی پیدا فرمائی ہے۔ تمہیں مشکل میں ڈالنا اس کو پسند نہیں ہے۔ پس رمضان کے مہینے میں اگر سفر پر ہو تو روزے نہ رکھو۔ اپنے آپ کو اگر تم دقت میں مبتلا کرو گے، زور لگا کر خدا کو خوش کرنا چاہو گے تو وہ خدا جس نے تمہارے لئے آسانی پیدا فرمائی اس کی ناشکری ہو گی۔

چنانچہ اس آیت کا آخری کلام شکر سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ سارا رمضان ہی اس بارے میں ہے کہ تم اس کا شکر ادا کرو لیکن جو اپنے پیار اور محبت سے تمہارے لئے آسانی کرتا ہے اور تم اس آسانی کو قبول نہیں کرتے تو یہ ایک ناشکری کی قسم ہے۔ يُرِيْدُاللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ اللہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے تنگی تو نہیں چاہتا۔ وَلِتُكْمِلُوْا الْعِدَّةَ اور اس عدت کو تم اپنی آسانی کے مطابق بعد میں پوری کر لینا۔ وَلِتُكَبِّرُوااللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰكُمْ یہ رمضان کا مہینہ اتنی عظیم ہدایت لے کر آیا ہے کہ اس پر بے اختیار دل سے تکبیر بلند ہونی چاہئے، سارا مہینہ اللہ تعالیٰ کی تکبیر میں صرف ہو اس بناء پر جو اس نے تمہیں ہدایت دی اور یہ وہ ہدایت ہے جو اس سے پہلے کبھی کسی قوم کو اس شان کے ساتھ، اس تکمیل کے ساتھ نصیب نہیں ہوئی۔

وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ اور تاکہ تم شکر کرنے والے بنو۔ آخری بات شکر ہی کی ہے اور شکر کرنے والا بندہ سب کچھ پالیتا ہے۔ جو خدا کا شکر کرنے والا ہو اس کے ساتھ اور بھی بہت سی صفات ملحق ہو جاتی ہیں۔ **خدا کا شکر کرنے والا خدا کے بندوں کا بھی شکر ادا کرتا ہے۔** خدا کا شکر کرنے والا پھر اور کسی طرف نہیں دیکھتا سوائے اپنے رب کی طرف کیونکہ جس کا وہ شکر ادا کرتا ہے اس کا وعدہ ہے کہ میں اور بھی بڑھاتا چلا جاؤں گا۔ تو بہت وسیع معانی ہیں جو اس آیت میں مضمر ہیں اور معمولی غور سے بھی وہ بات کھلتی چلی جاتی ہے۔

چونکہ میں نے پچھلے خطبے میں یہ وعدہ کیا تھا کہ اگلا خطبہ شکر ہی کے تعلق میں بیان کروں گا وہی مضمون جو ابھی نامکمل تھا، جاری تھا وہی آگے بیان کروں گا تو یہ اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اس کے نتیجے میں رمضان والے مہینے کو نظر انداز کرنے کی بجائے اس کا براہ راست تعلق رمضان سے ہی ہو تا ہے۔ رمضان کا مہینہ بھی شکر سکھانے کے لئے ہے۔ اب رمضان کا مہینہ بھی اسلئے ہے تاکہ تم اس میں وہ کچھ حاصل کرو کہ اس کے نتیجے میں تم شکر گزار بنتے چلے جاؤ۔ پس اس لحاظ سے وہ پچھلا میرا وعدہ بھی پورا ہوا اور رمضان کے مہینے کے تعلق میں بھی مجھے اس مضمون کو آگے بڑھانے کا موقع مل گیا، کوئی نیا مضمون تلاش کرنے کی ضرورت نہ رہی۔

شکر ہی کے تعلق میں سورۃ ابراہیم آیات ۸ اور ۹ میں اس مضمون کو اور طرح سے کھولا گیا ہے۔ فرمایا وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ اور جب تیرے رب نے یہ حکم دیا، یا یہ اعلان عام کیا لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ یاد رکھو اگر تم نے شکر ادا کیا لَاَزِيْدَنَّكُمْ میں ضرور تمہارے شکر کو اس طرح بڑھاؤں گا کہ تم پر بے انتہا احسانات کروں گا۔ اَزِيْدَنَّكُمْ ہے یعنی تمہیں بڑھاؤں گا۔ اور انسان سے جب یہ وعدہ کیا جائے کہ تمہیں بڑھاؤں گا تو یہ قرآن کریم کی فصاحت و بلاغت کا کمال ہے کہ شکر کے نتیجے میں تمہیں بڑھاؤں گا اور وعدہ کرتا ہوں کہ تم شکر کرو گے تو پھر اور بھی تمہیں قابل شکر چیزیں عطا کروں گا۔

تو یہ ایک لامتناہی سلسلہ ہے، ایک سلسبیل ہے، ایک کوثر ہے جو کبھی ختم ہی نہیں ہو سکتی لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ اس کو جتنی بار پڑھیں آپ حیرت کے سمندر میں ڈوبتے چلے جائیں گے کہ کتنا عظیم الشان وعدہ ہے تم شکر کرو میں بڑھاؤں گا اور جب میں بڑھاؤں گا تو کیا اس کا شکر ادا نہیں کرو گے۔ جب شکر ادا کرو گے تو پھر میں بڑھاؤں گا اور جب میں بڑھاؤں گا تو اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں یہ ایک کوثر ہے جو اس آیت میں ہمیں عطا فرمائی گئی۔ لیکن ساتھ یہ بھی تنبیہ ہے وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ اِنَّ عَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ اور اگر تم نے ناشکری کی تو یاد رکھنا میرا عذاب بہت سخت ہوا کرتا ہے۔

وَقَالَ مُوْسٰى اِنْ تَكْفُرُوْا اَنْتُمْ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا اور جب موسیٰ نے کہا کہ اگر تم ناشکری کرو یا انکار کر دو، دونوں باتیں اس میں شامل ہیں اس کفر کے اندر، اللہ کا انکار کر دو یا اس کی نعمتوں کی ناشکری کرو اَنْتُمْ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ جَمِيْعًا۔ تم اور وہ سب کے سب جو زمین میں بستے ہیں سارے ہی ناشکرے ہو جاؤ۔ فَاِنَّ اللّٰهَ لَغَنِىٌّ حَمِيْدٌ تو یاد رکھو کہ اللہ بہت بے نیاز اور صاحب حمد ہے۔ تمام حمد اسی کو ہے اور جس کی سب حمد ہو اسی کا غنی ہونا قدرتی بات ہے اسے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ کوئی اس کی طرف بُری بات منسوب کرے یا حمد کا اس کا حق ادا نہ کرے، وہ اپنی ذات میں ہی حمید ہے۔

ان آیات کے تعلق میں میں نے چند حدیثیں آپ کو سنانے کے لئے رکھی ہیں اور اس کے بعد حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کچھ اقتباسات ہیں اور پھر آخر پہ بعض الہامات ہیں جن کا شکر ہی سے تعلق ہے تو اسی ترتیب سے اب میں یہ امور آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

ترمذی كِتَابُ الْاَدَبِ بَابِ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يَّرٰى اَثَرَ نِعْمَتِهٖ عَلٰى عَبْدِهٖ۔ ترمذی کتاب الادب کی یہ روایت ہے اس باب سے کہ اللہ تعالیٰ بہت پسند کرتا ہے اس بات کو کہ اپنی نعمت کا اثر اپنے بندوں پر دیکھے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے، اس پوری روایت کا جو حضرت عمرو بن شعیب سے مروی ہے رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا **اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ وہ اپنے فضل اور اپنی نعمت کا اثر اپنے بندے پر دیکھے۔**

اب اس کے کئی معانی ہو سکتے ہیں۔ ان سارے معانی میں یہ حدیث اطلاق پاتی ہے۔ ایک تو یہ کہ آپ مثلاً اپنے بچوں کو جب عید پہ اچھے کپڑے دیں گے اگر وہ پھینک دیں اور نہ پہنیں یا اگلے سال کے لئے بچا رکھیں تو آپ کو یہ اچھا لگے گا یا جب وہ پہنیں اور سج کر نکلیں، وہ اچھا لگے گا!!۔ ایک سادہ سی انسانی فطرت کی بات ہے انسان جو نعمت کسی کو دیتا ہے چاہتا ہے کہ اسے پھر اس پر دیکھے اور پھر پیار اور محبت کے ساتھ اس کی تعریف کرے کہ اچھے لگ رہے ہو اس نعمت کے ساتھ۔ تو اللہ تعالیٰ بھی پسند فرماتا ہے کہ جو نعمت اپنے بندوں کو دے وہ ان بندوں کو اس نعمت سے سجا ہوا دیکھے۔ لیکن یہ جو مضمون ہے یہ مختلف لوگوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہے جن کی طبیعتوں میں

اختلاف ہوا کرتا ہے اور مختلف درجات سے تعلق رکھتا ہے اولیاء سے بھی تعلق رکھتا ہے اور انبیاء سے بھی تعلق رکھتا ہے۔

اور یہاں نعمت کے اثر کو دیکھنا مختلف مضامین آپ کے سامنے کھولتا چلا جائے گا۔ یعنی ایک بندے میں نعمت کا اثر اور طرح سے دیکھا جائے گا، ایک بندے میں اور طرح سے دیکھا جائے گا۔ بعض ایسے بزرگ اور اولیاء گزرے ہیں جنہوں نے ظاہر پر بھی اس کو محمول کیا اور بہت سج دھج کے رہتے تھے بہترین کپڑے پہنتے تھے۔ ان کے مزاج میں یہ بات داخل تھی اور یہ کہا کرتے تھے کہ جب تک میرا خدا نہیں کہتا یہ میری نعمت ہے اس کو استعمال کرو اس وقت تک میں استعمال نہیں کرتا۔ یعنی اللہ دیتا ہے اور چونکہ میرے مزاج میں شوق ہے کہ اچھا پہنوں اس لئے میں اچھا ہی پہنتا ہوں اور یہ بھی نعمت کا شکر ادا کرنا ہے۔ اللہ کی نظر اس بندے پر اس وجہ سے پیار سے پڑتی ہے کہ اس بنا پر پہن رہا ہے کہ میں نے اسے عطا کیا ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے صحابہ میں بھی مختلف قسم کے صحابہ تھے۔ بعض صحابہ خوش پوش تھے۔ ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے کبھی نہیں فرمایا کہ خوش پوشی چھوڑ دو اور ٹاٹ کے کپڑے پہن لو لیکن جنہوں نے ٹاٹ کے کپڑے پہنے وہ بھی اچھے لگتے تھے کیونکہ ان کا طرزِ شکر مختلف ہوا کرتا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کا بھی یہی حال تھا۔ حضرت مولوی عبدالکریم صاحب کے متعلق یہ کہا جاتا ہے کہ وہ خوش پوش تھے اور بڑے احتیاط سے خوبصورت کپڑے پہنا کرتے تھے لیکن کبھی ایک دفعہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آپ کو ٹوکا نہیں۔ اور بعض صحابہ تھے جو بالکل درویشانہ عام سی زندگی کچھ غربت کی وجہ سے، کچھ غربت کے اختیار کرنے کی وجہ سے، حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ غریب تو نہیں تھے خدا تعالیٰ نے بہت عطا کیا تھا مگر پہنتے سادہ سے کپڑے تھے۔ اور بعض ایسے صحابہ تھے جو غریب تھے اور جو کچھ ان کو خدا تعالیٰ نے دیا وہی پہنتے تھے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان سے بھی پیار کیا، تینوں سے اپنے اپنے مقام اور مرتبے کے مطابق ان سے پیار کیا۔

اور جو بالکل سادہ غریب پھٹے ہوئے کپڑوں والے ہوا کرتے تھے بعض دفعہ خود ان کے ساتھ جا کے بیٹھ جایا کرتے تھے تاکہ کسی کو یہ خیال نہ ہو کہ میں خدا کی نعمت کے اس اظہار کو پوری وقعت نہیں دیتا۔ خدا کی نعمت کا یہ بھی اظہار ہے، یہ بھی شکر کا طریقہ ہے جو دیا وہ پہن لیا اور شرمایا نہیں۔ اگر خدا کی عطا کردہ نعمت سے شرمایا جائے تو یہ ناشکری ہے کیونکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اس نعمت کی قدر نہیں کی اور سمجھتا تھا کہ مجھے بڑا ملنا چاہئے تھا، زیادہ ملنا چاہئے تھے، یہ پہن کے لوگوں کے سامنے جاؤں گا تو وہ کیا کہیں گے۔ تو گویا اللہ تعالیٰ نے جو عطا کیا وہ اس سے شرما گیا۔ تو ان امور کو بڑے غور سے دیکھیں اور سمجھیں اور پھر دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان تینوں قسم کے شکر ادا کرنے والوں کو محبت اور پیار سے دیکھا ہے اور ایسے غریبوں اور فقیروں کو جن کے پاس کچھ بھی نہیں ہوا کرتا تھا ان کو عزت کے ساتھ اپنے پاس بلایا، اپنے پاس بٹھایا۔ ابتداء میں وہ کچھ گھبراتے تھے وہ سمجھتے تھے کہ ہمیں جو اتنا آگے بلایا جا رہا ہے ہمارے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ ثابت کرنا چاہتے تھے کہ جو کچھ ان کے پاس تھا وہ انہوں نے پہنا ہے اور یہی پسند ہے اللہ تعالیٰ کو، یہ ناشکری کرنے والے بندے نہیں ہیں۔

پھر کچھ اور لوگ بھی ہیں جن پہ نعمت کا اثر اللہ تعالیٰ اور طرح سے دیکھتا ہے۔ **آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پر نعمت کا اثر اس طرح ظاہر ہوتا تھا کہ اللہ جو کرتا تھا بالکل ویسے ہی آپ کرنے لگتے تھے۔ یہ بھی ایک شکر کا طریق ہے جو آقا کرے بعینہٖ وہی کرنے کی کوشش کرو۔** اللہ نے آپ کو ہر قسم کی نعمت عطا کی جبکہ آپ سمجھتے تھے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں تھا اور واقعۃً کچھ بھی نہیں تھا۔ جب خدا نے یہ سب کچھ دیا تو پھر اس ساری نعمت کو شکر کے ساتھ ان بندوں کی طرف بہا دیا جن کے پاس کچھ بھی نہیں ہوتا تھا یا نسبتاً کم ہوا کرتا تھا۔ تو دیکھیں پہنا تو نہیں وہ لیکن پہنایا ضرور اور شوق اور محبت کے ساتھ پہنایا۔ ہاں بعض دفعہ دنیا کو یہ سمجھانے کے لئے کہ اللہ نے جو دیا ہے ویسا ہی پہن بھی لینا چاہئے۔ اور اس میں کوئی عار نہیں ہے یہ کوئی خدا تعالیٰ کے منشاء کے خلاف بات نہیں ہے۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے بعض دفعہ بہت ہی خوبصورت قبائیں پہنیں، کوٹ پہنے جو باہر سے تحفۃً آئے ہوئے تھے اور صحابہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اتنے خوبصورت لگ رہے تھے اس میں، ان کپڑوں میں کہ ہم چاند کو دیکھتے تھے، کبھی رسول اللہ ﷺ کو دیکھتے تھے مگر خدا گواہ ہے کہ محمدؐ رسول اللہ کا حسن بہت زیادہ تھا۔ تو اب دیکھیں اس وقت بھی اللہ کی پیار کی نظر آپ پر پڑ رہی تھی جب آپ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کو پہن رہے تھے اور دکھا رہے تھے کہ دیکھو اللہ نے مجھے یہ نعمت عطا کی ہے۔ اور اس وقت بھی پیار کے ساتھ نظر پڑتی تھی جب بندوں کو وہ نعمت آگے عطا فرما دیتے تھے۔ تو یہ مختلف رنگ ہوا کرتے ہیں یہ سارے شکر ادا کرنے ہی کے رنگ ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنی نعمتوں کا اثر دیکھتا تھا ہر بندے کے مزاج کے مطابق وہ اثر ظاہر ہوتا ہے۔

مگر یاد رکھنا چاہئے کہ **یہ اثر اللہ کی نعمت کے تصور کے ساتھ پیدا ہونا چاہئے۔** جب اسے اس خدا کے ہاتھ سے ہٹا کر دنیا میں ایک دکھاوے کے طور پر استعمال کریں گے تو یہی لعنت بن جائے گی۔ نعمت نہیں رہے گی، یہ ناشکری ہو جائے گی۔ ہمیشہ ذہن میں رہنا چاہئے کہ اللہ نے عطا فرمایا ہے اور اللہ نے عطا فرمایا ہے تو اس کے بے تکلف اظہار تشکر کے ساتھ اس کو وابستہ کر دینا چاہئے۔ یہ شکر کی جتنی قسمیں میں نے بیان کی ہیں ان میں بے تکلفی ضروری ہے۔ جہاں تکلف آیا وہاں اللہ سے رشتہ ٹوٹ گیا۔ پس اپنی طبیعتوں اور مزاج کو سمجھیں، ان پر غور کریں اور اپنے مزاج کے مطابق اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو استعمال کریں اور پھر آگے بندوں کو ان کے فائدے پہنچائیں۔ یہ شکر کی مختلف قسمیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس مختصر سی حدیث میں بیان فرمائیں۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ اَنْ یَّرٰی اَثَرَ نِعْمَتِہٖ عَلٰی عَبْدِہٖ کہ اللہ تعالیٰ بہت پیار سے، بہت محبت سے دیکھتا ہے ان آثار کو جو اس کی نعمت کے اس کے بندوں پر ظاہر ہوتے ہیں۔

اب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض اقتباسات جن میں اسی مضمون کو مختلف طریق پر بیان فرمایا گیا ہے اس حدیث نبوی کے بعد میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ہدایات ہی ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے منہ سے جاری ہو رہی ہیں۔ ایک بھی ایسی بات آپ نہیں کرتے جو قرآن اور قرآن کی تشریح میں حدیث میں موجود نہ ہو۔ اس لئے جب میں مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ آپ کے سامنے رکھتا ہوں تو قرآن اور حدیث کے علاوہ نہیں بلکہ قرآن اور حدیث پر مشتمل الفاظ آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

فرمایا: "تمہارا اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے"۔ دیکھیں جو آیت آپ کے سامنے تلاوت کی تھی اس میں تقویٰ کا ذکر نہیں ہے، حدیث میں ہے ذکر اور دوسری آیات میں ہے۔ بہرحال جو اس وقت تلاوت کی ہے اس میں نہیں مگر دوسری آیات میں ہے کہ رمضان شریف کا مہینہ اس لئے تم پر فرض کیا گیا ہے لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْن تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نظر غالباً اسی لفظ تقویٰ پہ ہے۔ **اور شکر کا تقویٰ کے ساتھ اور طہارت کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے کیونکہ شکر کی آخری شان تقویٰ سے ظاہر ہوتی ہے۔**

چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "تمہارا اصل شکر تقویٰ اور طہارت ہی ہے۔ مسلمان پوچھنے پر الحمد للہ کہہ دینا سچا سپاس اور شکر نہیں ہے"۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں تم مسلمان ہو؟ کہ الحمد للہ مسلمان ہیں مگر یہ صرف منہ کا ایک کلمہ ہے جب تک ساری زندگی الحمد نہ بن جائے اور جب تک خدا کا سچا تقویٰ نصیب نہ ہو منہ سے نکلے ہوئے الحمد کے الفاظ کچھ بھی معنی نہیں رکھتے۔ فرمایا: "اگر تم نے حقیقی سپاس گزاری یعنی طہارت اور تقویٰ کی راہیں اختیار کر لیں تو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو"۔ اگر تم نے خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا کا سچا حق ادا کیا "یعنی طہارت اور تقویٰ کی راہیں اختیار کر لیں تو میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو"۔

اب سرحد پر کھڑے ہونا کئی مفاہیم رکھتا ہے۔ یہاں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سرحد پر کھڑے ہونے کی بشارت کیوں دیتے ہیں۔ جو اپنے ملک اپنے وطن کا مرکز چھوڑ کر سرحدوں پر جا بیٹھے یہ تو کوئی نعمت نہیں ہے، بظاہر کوئی شکر کی بات نہیں ہے۔ لیکن جو مفہوم حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان کر رہے ہیں وہاں مرکز کو جسمانی طور پر چھوڑنے کا مفہوم نہیں ہے بلکہ جیسے سرحد پر گھوڑے باندھے جاتے ہیں تاکہ دشمن اندر داخل ہی نہ ہو سکے اسی طرح مومن جو تقویٰ اختیار کرتا ہے گویا اس نے اپنی سرحدیں مضبوط کر لیں۔ یعنی جسمانی طور پر انتقالِ جسم کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا، مرکز میں رہا۔ اور سرحدیں مضبوط کرنے میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا مقام سب سے عالیشان تھا۔ تو جسمانی طور پر تو آپ مرکز میں ہی رہے مگر شیطان کی طرف سے ہر طرف سے سرحدیں مضبوط رکھیں یعنی ادنیٰ سا بھی حملہ غیر اللہ کا آپ کی ذات پر ممکن نہیں تھا کیونکہ جیسے سرحدوں پر گھوڑے باندھے جائیں تو دشمن کے سرحد میں داخل ہونے سے پہلے ہی ان کو دبوچ لیا جاتا ہے یا ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح **مومن کی شان ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی سرحدوں کی حفاظت کرے۔** یہ معانی ہیں جو مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرما رہے ہیں میں تمہیں بشارت دیتا ہوں کہ تم سرحد پر کھڑے ہو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا، یہ مراد ہے۔

اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک بہت ہی دلچسپ واقعہ بیان فرماتے ہیں اور ایک ہندو کا واقعہ ہے مگر وہ دل سے چونکہ مسلمان ہو چکا تھا اور حمد و ثنا میں وقت گزارتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس کو بھی ایک شان عطا فرمائی جو اسی مضمون سے تعلق رکھتی ہے۔ فرماتے ہیں "مجھے یاد ہے کہ ایک ہندو سررشتہ دار نے جس کا نام جگن ناتھ تھا اور جو ایک متعصب ہندو تھا بتلایا"۔ اس متعصب ہندو نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بتلایا کہ یہ باتیں میں آپ کو بتا رہا ہوں جو میری آنکھوں دیکھی ہیں ورنہ آپ کو پتہ نہیں لگنا تھا ان باتوں کا۔ کیا بتلایا "کہ امرتسر یا کسی جگہ میں وہ سررشتہ دار تھا جہاں ایک ہندو اہل کار در پردہ نماز پڑھا کرتا تھا" مگر بظاہر ہندو تھا۔ "میں اور دیگر سارے ہندو اسے بہت برا جانتے تھے اور ہم سب اہل کاروں نے مل کر ارادہ کر لیا کہ اس کو ضرور موقوف کرائیں۔ سب سے زیادہ شرارت میرے دل میں تھی"۔ یہ شریروں کا سربراہ بنا ہوا تھا۔ "میں نے کئی بار شکایت کی کہ اس نے یہ غلطی کی ہے اور یہ خلاف ورزی کی ہے مگر اس پر کوئی التفات نہ ہوتی تھی"۔ جو افسر تھا وہ پوری توجہ نہیں دیتا تھا اس کی شکایتوں پر۔ کہتے ہیں لیکن ہم نے بھی ارادہ کر لیا ہوا تھا کہ اسے ضرور موقوف کرا دیں گے۔ "اور اپنے اس ارادے میں کامیاب ہونے کے لئے بہت سی نکتہ چینیاں جمع کر لی تھیں"۔ وہ صاحب بہادر جو انگریز تھا وہ

EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize 100,000 rp, Second Prize 50,000 rp,Third Prize 25,000 rp

For further details write to:

The Manager 175, Merton Road .London SW18 5EF. U.K.

معلوم ہوتا ہے صاحب فراست تھا کہتے ہیں "میں وقتاً فوقتاً ان نکتہ چینیوں کو صاحب بہادر کے روبرو پیش کرتا تھا۔ صاحب اگر بہت ہی غصے ہو کر اس کو بلا بھی لیتا تھا تو جونہی وہ سامنے آتا تو گویا آگ پر پانی پڑ جاتا۔ معمولی طور پر نہایت نرمی سے اسے فہمائش کر دیتا گویا اس سے کوئی قصور سرزد نہیں ہوا تھا"۔

اس پر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، "اصل بات یہ ہے کہ تقویٰ کا رعب دوسروں پر بھی پڑتا ہے"۔ تو سرحدوں پر گھوڑے باندھنے سے ایک رعب ہے جو دشمنوں پر طاری ہو جاتا ہے اور دشمن پھر اس سرحد کا رخ ہی نہیں کرتے اور یہ رعب ایسا عظیم الشان رعب ہے تقویٰ کا کہ دنیا کی نظر سے چھپا ہوا دل میں وہ تقویٰ موجود ہے مگر اس کا ایک رعب ہے جو بظاہر دکھائی بھی دیتا ہے لوگوں کو اور نتیجہ یہ "اور خدا تعالیٰ متقیوں کو ضائع نہیں کرتا"۔

تو آج جماعت احمدیہ کے لئے دیکھیں اس میں کتنا بڑا سبق ہے۔ **ہمیشہ تقویٰ کی راہیں اختیار کریں تو اللہ آپ کی سرحدوں کی حفاظت فرمائے گا اور دشمن کئی قسم کے منصوبے بناتا رہے گا مگر وہ سارے منصوبے ناکام ہونگے۔ آپ کو علم بھی نہیں ہوگا کہ دشمن منصوبے بنا رہا ہے لیکن اللہ تعالیٰ سرراہ پر کھڑا ان منصوبوں کے ضرر سے آپ کو بچاتا رہے گا۔**

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قرآن کریم کی آیت کا حوالہ دیتے ہوئے فرماتے ہیں "اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں اپنی دی ہوئی نعمت کو زیادہ کروں گا اور بصورت کفر عذاب میرا سخت ہے۔ یاد رکھو کہ جب امت کو امتِ مرحومہ قرار دیا ہے اور علوم لدنیہ سے اسے سرفرازی بخشی ہے تو عملی طور پر شکر واجب ہے"۔ اب اس عبارت میں بھی بہت سے مضامین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجتمع کر دئے ہیں۔ "جب امت کو امت مرحومہ قرار دیا ہے"۔ اب عام اردو دان تو شاید سمجھ جائیں مگر سادہ لوگ جن کی زبان نسبتاً کم ہے یا جن کو اردو نہیں آتی وہ نہیں سمجھیں گے کہ امتِ مرحومہ سے کیا مراد ہے۔ مرحوم عموماً فوت شدہ کے لئے استعمال ہوتا ہے اور اکثر کہتے ہیں وہ تو مرحوم ہے، وہ تو مرحومہ ہے۔ مراد اصل میں مرحوم سے فوت شدہ ہونا نہیں ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ ایسی امت ہے جس پر رحم فرما دیا گیا ہے۔ یعنی اللہ نے بطور خاص اس پر رحم فرمایا ہے، رسول اللہ ﷺ کی امت پر اور رحم کے نتیجے میں ان کی حفاظت فرماتا ہے۔

اور رحم کا نتیجہ پھر کیا کچھ ہے۔ "علوم لدنیہ سے اسے سرفرازی بخشی ہے"۔ ایسے علوم عطا فرمائے ہیں جو اس کے دل اور اس کی فطرت سے پھوٹ رہے ہیں اور اللہ کی جناب سے ہیں۔ پس یہ علوم جو اللہ کی جناب سے ہوں یہ اللہ کے رحم کی ایک علامت کے طور پر ہیں اور یہ علامت کئی طریقوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ بعض دفعہ جو اللہ کے حضور سے علم ملتے ہیں وہ ظاہری طور پر بھی بہت عظیم الشان ہو کر لوگوں کو دکھائی دیتے ہیں اور بعض دفعہ ایک سادہ سے آدمی کو، ظاہری تعلیم کچھ نہیں ہوتی مگر علوم لدنیہ کی شان، اس کی سوچ، اس کی فکر، اس کے ہر حصول علم کے ساتھ وابستہ ہو جاتی ہے یعنی حصول علم جو خدا کی طرف سے عطا کردہ علم کے نتیجے میں ہوا کرتا ہے اس کو اتنے علوم مل جاتے ہیں کہ دنیا کے بڑے بڑے عالم بھی اس کے سامنے ہیچ ہو جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس مثال میں سب سے اوپر ہیں۔ آپ کو خدا کی جناب سے وہ علم عطا کئے گئے جنہوں نے واقعۃً عظیم الشان علوم کی صورت اختیار کر لی۔ صرف یہ نہیں کہ اللہ نے جو کچھ دیا اپنی طرف سے دیا بلکہ قرآن کریم کا مطالعہ کر کے دیکھیں تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ کوئی دنیا کا علم نہیں ہے جس کا ذکر قرآن کریم میں موجود نہ ہو اور آج تک مختلف علماء قرآن کریم کو سمجھنے کے لئے جو کوشش کرتے رہتے ہیں وہ اس کا عشر عشیر بھی نہیں پا سکے جو رسول اللہ ﷺ کو اس قرآن کا مفہوم خدا کی طرف سے سکھا بھی دیا گیا۔ ایسی عظیم الشان باتیں ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ آج کی دنیا کو جن باتوں کا اب علم ہوا ہے اس زمانے میں رسول اللہ ﷺ کو خدا تعالیٰ وہ علم عطا فرماتا تھا اور صحابہ کے سامنے اس کو بیان بھی کر دیتے تھے اور صحابہ کو بعض دفعہ سمجھ بھی نہیں آتی تھی یہ کیا بات ہو رہی ہے مگر رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے تو مان جاتے تھے۔ اب پتہ لگا کہ رسول اللہ ﷺ اس زمانے کی باتیں کرتے تھے جس زمانے نے بہت بعد میں ظہور پذیر ہونا تھا تو علوم لدنیہ سے یہ مراد ہیں۔

اور فرمایا "اس امت کو سرفرازی بخشی ہے جس کا مطلب ہے آج بھی جو شخص تقویٰ کرے گا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے گا تو اللہ نے وعدہ کر رکھا ہے کہ اس کو اسی طرح علم لدنّی عطا فرمائے گا"۔ پھر فرمایا "جب یہ سرفرازی بخشی گئی ہے تو عملی طور پر شکر واجب ہے"۔ شکر کے نتیجے میں سرفرازی بخشی گئی اور جو سرفرازی بخشی گئی اس کے نتیجے میں عملی طور پر شکر واجب ہے اور عملاً شکر وہی ہے کہ اس نعمت کو آگے لوگوں میں تقسیم کیا جائے، جو علم ہے اسے تقسیم کیا جائے، جو ظاہری نعمتیں ہیں انہیں تقسیم کیا جائے اور اس طرح یہ اظہارِ شکر مزید نعمتوں پر منتج ہو۔ یہ جو پہلا اقتباس ہے یہ رپورٹ جلسہ سالانہ ۱۸۹۷ء سے لیا گیا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، "اگر تم میرا شکر ادا کرو تو میں اپنے احسانات کو اور بھی زیادہ کرتا ہوں"۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو عبارتیں ہیں قرآن کریم کی بعض آیات کے ترجمے اور تشریح کے طور پر ہیں۔ یہ نہ سمجھے کوئی کہ مسیح موعود علیہ السلام اپنے متعلق فرما رہے ہیں۔ "اگر تم میرا شکر ادا کرو تو میں اپنے احسانات کو اور بھی زیادہ کرتا ہوں اور اگر تم کفر کرو تو پھر میرا عذاب بھی بڑا سخت ہے۔ یعنی انسان پر جب خدا تعالیٰ کے احسانات ہوں تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کا شکر ادا کرے اور انسانوں کی بہتری کا خیال رکھے"۔

اب وہی مضمون جو پہلے میں نے کھولا ہے اسی مضمون کی تائید میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں، "جب خدا تعالیٰ کے احسانات ہوں تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کا شکر ادا کرے اور انسانوں کی بہتری کا خیال رکھے اور اگر کوئی ایسا نہ کرے اور الٹا ظلم شروع کر دے تو پھر خدا تعالیٰ اس سے وہ نعمتیں چھین لیتا ہے اور عذاب کرتا ہے"۔ یہ نعمتیں چھیننے کا مضمون بھی ایک بڑی تنبیہ ہے لیکن ضروری نہیں کہ ایک انسان اپنی زندگی میں یہ واقعہ دیکھ لے یا ایک قوم کو فوراً سمجھ بھی آجائے کہ کیوں یہ نعمتیں چھینی جا رہی ہیں۔ بسا اوقات خدا تعالیٰ قوموں پر احسان کرتا ہے مگر وہ اپنی طاقت کو ظلم کے طور پر استعمال کرتے ہیں جیسے امریکہ کے تکبر کا حال ہے۔ ساری دنیا جانتی ہے کہ محض یہ تکبر کا اظہار ہے، ایسا ظلم کیا جا رہا ہے مسلمانوں پر ہر جگہ یا دنیا پر ہر جگہ کہ انسان حیران ہو جاتا ہے کہ آخر ان کی پکڑ کیوں نہیں آتی لیکن اللہ تعالیٰ پکڑ میں دھیما ہے اور یہ قطعی بات ہے کہ ایسی قومیں پھر عروج سے گرا دی جاتی ہیں اور یہ واقعہ بعض دفعہ ایک ایک ہزار سال کا عرصہ لیتا ہے۔ اور وہ دن خدا کا جس میں ایک ہزار سال لگتے ہیں عروج کے اور پھر واپس آنے کے اس سے ظاہری طور پر بھی مراد لی جا سکتی ہے کہ قوموں کے عروج و زوال بعض دفعہ ایک ایک ہزار سال پر منتج ہوتے ہیں لیکن بعد والے دیکھ لیتے ہیں کہ کیا ہوا ان کے ساتھ اور جب خدا کی پکڑ آتی ہے تو ایسی پکڑ آتی ہے کہ ان کو کلیۃً ملیا میٹ کر کے رکھ دیتا ہے، نام و نشان بھی نہیں رہتا، تاریخ کے ورقوں میں وہ لوگ بکھر جاتے ہیں۔

لیکن یاد رکھیں کہ جو اللہ کے اپنے پیاروں پر ظلم کرتے ہیں ان کے انجام کے لئے ہزار سال کا انتظار نہیں کیا جاتا، وہ بہت جلد ظاہر کر دیا جاتا ہے۔ اور بسا اوقات وہ لوگ جن پر ظلم کیا گیا ہو وہ اپنی آنکھوں سے دیکھ بھی لیتے ہیں کہ اس طرح خدا نے ان سے سلوک کیا مگر بعض دفعہ دیکھتے بھی ہیں مگر پتہ نہیں لگتا ان کو یا جن کے ساتھ خدا کا سلوک ہو رہا ہے وہ نہیں سمجھتے کہ ہم سے یہ سلوک کیوں ہو رہا ہے حالانکہ اپنی بے حیائیاں، اپنی ناشکریاں ان پر خوب روشن ہو جانی چاہئے تھیں۔ وہ دیکھتے ہیں اور پھر آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں ظلموں میں۔ جس طرح شکر کرنے والوں کے ساتھ اَزِیْدَنَّ کا وعدہ ہے، جو کفر کرنے والے ہیں ان کے ساتھ بھی ایسا ہی ایک وعدہ ہے کہ پھر کفر کرتے چلے جاؤ کہاں تک کر لو گے، ہر کفر کا بد نتیجہ دیکھو گے یہاں تک کہ تم خاک کی طرح بکھر جاؤ گے، تمہاری کوئی بھی حیثیت باقی نہیں رہے گی۔ یہ واقعات بھی ہم دنیا میں ہوتے دیکھ رہے ہیں اور اللہ سے پناہ مانگتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اپنا شکر گزار بندہ بنائے اور ناشکری کے بد نتائج دیکھنے نہ نصیب کرے۔

لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَاشُکُوْرًا۔ اب اس مضمون میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت ہی عظیم الشان بات بیان فرمائی ہے کہ خدا کے یہ بندے جو شکر گزار ہوں اور لوگوں پر بے انتہا رحم کرنے والے اور خرچ کرنے والے ہوں وہ اس کے جواب میں شکر نہیں چاہتے۔ لَا نُرِیْدُ مِنْکُمْ جَزَآءً وَّلَاشُکُوْرًا نہ وہ جزاء چاہتے ہیں کہ اس کا بدلہ ہمیں دو، نہ وہ اپنا شکر یہ پسند کرتے ہیں۔ "اس کی نیکی خالصۃً للہ ہوتی ہے اور اس کے دل میں یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ اس کے واسطے دعا کی جاوے"۔ اب یہ دیکھیں اس مضمون کو آپ نے کہاں تک پہنچا دیا ہے۔

بسا اوقات لوگ احسان کے بدلے میں دعا کرتے ہیں اور انسان سمجھتا ہے کہ میرا حق ہے میں نے احسان کیا ہے اس نے مجھے دعا دی ہے لیکن یہ مضمون دیکھیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کس بلندی تک پہنچا دیا ہے۔ فرماتے ہیں: "اس کے دل میں یہ خیال بھی نہیں ہوتا کہ اس کے واسطے دعا کی جاوے"۔ اس وجہ سے کہ نظر خدا پر ہوتی ہے اس کا وعدہ ہے لَاَزِیْدَنَّکُمْ تو اس کا یہ وعدہ کسی کی دعاؤں کا محتاج نہیں ہوا کرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی بے انتہا احسان کئے ہیں بنی نوع انسان پر، اپنے گردو پیش پر اور اس دنیا پر بھی جو ابھی آپ کے حلقۂ ارادت میں نہیں آئی تھی مگر "یہ خیال" جب آپؑ فرماتے ہیں تو آپؑ کے دل میں بھی خیال تک نہیں گزرا کہ میرے لئے دعا کی جائے۔ جانتے تھے کہ اللہ دیکھ رہا ہے اور دعا اٹھنے سے پہلے، لوگوں کی دعا سے پہلے، خود میری دعا سے پہلے اس کے پیار کی نظر مجھ پہ پڑتی ہے اور میرے شکر کے نتیجے میں مجھے بڑھاتا چلا جا رہا ہے۔

"نیکی محض اس جوش کے تقاضے سے کرتا ہے جو ہمدردیٔ بنی نوع انسان کے واسطے اس کے دل میں رکھا گیا ہے"۔ لوگوں کی ہمدردی اس کے دل میں ہے وہ بے اختیار ہے اس وجہ سے، ایک پھول کے دل میں خوشبو رکھی گئی ہے وہ خود بخود پھیلتی ہے اس میں پھول کی ایک بے اختیاری ہے تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے

شمالی جرمنی کی گائے کے بہترین گوشت سے تیار شدہ

سلامی اور شنکن

(SALAMI & SHINKEN)

عمدہ کوالٹی اور پورے جرمنی میں بروقت ترسیل کے لئے ہمہ وقت حاضر۔ پیزا (PIZZA) کے کاروبار میں آپ کے معاون

احمد برادرز

خالص گائے کے گوشت سے تیار شدہ سلامی اور شنکن کے خواہشمند حضرات بذریعہ ٹیلیفون فری سروس سے فائدہ اٹھا کر بازار سے بارعایت اور تازہ مال حاصل کر سکتے ہیں

آج ہی رابطہ کیجئے

CH.IFTIKHAR & BROTHERS

TEL: 04504-201 —— FAX: 04504-202

ہیں کہ دل میں بنی نوع انسان کی ہمدردی اتنی بے اختیار ہے کہ ناممکن ہے کہ وہ ہمدردی دل سے ظاہر نہ ہو۔"ایسی پاک تعلیم نہ ہم نے توریت میں دیکھی اور نہ انجیل میں۔ ورق ورق کر کے ہم نے پڑھا مگر ایسی پاک اور مکمل تعلیم کا نام ونشان نہیں ہے"۔

یہ تمام دنیا میں احمدیوں کے لئے ان کے ہاتھ میں عیسائیوں سے مقابلے کا ایک نسخہ آگیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فرمارہے ہیں لفظاً لفظاً درست ہے کہ ورق ورق پڑھا ہے آپ نے۔ اور ساری تورات اور ساری انجیل میں یہ تعلیم دکھائی نہیں دی جو قرآن کریم کی ہے۔"ایسی پاک اور مکمل تعلیم کا نام ونشان تک نہیں ہے"۔ تو آپ چیلنج کر کے لوگوں کو بتائیں ان سے پوچھیں، لاؤ دکھاؤ کہاں ہے یہ تعلیم۔ آپ حیران ہونگے کہ کہیں یہ تعلیم دکھائی نہیں دے گی کہ نیکی دل کے ایسے طبعی جوش سے اٹھ رہی ہو، بنی نوع انسان کی ہمدردی جس میں نہ جزا کا سوال ہو اور نہ اس کی پرواہ ہو کہ کوئی دعائیں دے بلکہ بے تعلق ہو انسان اس چیز سے۔ یہ تعریف نیکی کی آپ کو کسی اور کتاب میں نہیں ملے گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس مضمون کو بڑھا کر اِیتَاءِ ذِی القُربٰی کے مضمون میں داخل فرماتے ہیں کیونکہ یہ احسان کا مضمون تھا جو بیان ہوا ہے اس سے اگلا مقام اِیتَاءِ ذِی القُربٰی کا ہے کہ اپنے قریبیوں کو عطا کرنا۔ اس میں تو یہ مضمون اور بھی زیادہ رفعت اختیار کر جاتا ہے لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں اس کو پڑھیں تو آپ حیران رہ جائیں گے کہ اس مضمون کی کیسی بلندی بیان فرمائی ہے جہاں انسان کا تصور بھی نہیں جاسکتا، عام انسان کا جو اللہ سے نوریافتہ نہ ہو اس کا تصور بھی نہیں جاسکتا۔ اس طرح بات شروع کرتے ہیں۔

"اکثر دفعہ ماں باپ بوڑھے ہوتے ہیں اور ان کی اولاد ہوتی ہے تو ان کی کوئی امید بظاہر اولاد سے فائدہ اٹھانے کی نہیں ہوتی لیکن باوجود اس کے پھر بھی وہ اس سے محبت اور پرورش کرتے ہیں یہ ایک طبعی امر ہوتا ہے۔ جو محبت اس درجے تک پہنچ جائے اس کا اشارہ اِیتَاءِ ذِی القُربٰی میں کیا گیا ہے۔"اب یہ مضمون تو بسا اوقات کھولا گیا ہے اس طرح لوگ اس کو سمجھتے بھی ہیں مگر اب اگلی بات سنئے "اس قسم کی محبت خدا تعالیٰ کے ساتھ ہونی چاہئے۔ نہ مراتب کی خواہش نہ ذلت کا ڈر"۔ یعنی اِیتَاءِ ذِی القُربٰی کی محبت خدا تعالیٰ سے ہونی چاہئے کیونکہ خدا سب سے زیادہ قریب ہے اور بوڑھے ماں باپ بچہ پیدا کر دیتے ہیں اور جب تک ان کو توفیق ملے اس کا خیال رکھتے ہیں، کسی بدلے کی خاطر نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے تو ہمیں اس وقت پیدا کیا جب کہ ماں باپ کا ہی کوئی وجود نہیں تھا، کائنات کا بھی کوئی وجود نہیں تھا۔ اتنے احسانات فرمائے اور فرماتا چلا جارہا ہے کہ ہر ضرورت کے وقت ایک نئی شان کا احسان نازل فرمادیتا ہے اور وہ خزانے اتارنے لگتا ہے جو اس سے پہلے دکھائی نہیں دیا کرتے تھے۔

یہ وہ مضمون ہے جس کی کوئی اتھاہ نہیں ہے۔ جتنا آپ غور کریں اس سے زیادہ اس مضمون کے پیچھے اور معرفت کی باتیں دکھائی دینے لگیں گی۔ اب دیکھیں دنیا کی ترقی کتنی ہو گئی ہے لیکن اس ترقی کے نتیجے میں کچھ اور میٹریل کی ضرورت پیش آئی ہے۔ جتنی علمی ترقی ہوئی ہے اس کے نتیجے میں جو مشینیں ایجاد ہو رہی ہیں یا نئی سے نئی چیزیں بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے بنائی جارہی ہیں خواہ ان سے نقصان ہی اٹھایا جارہا ہو مگر نیت یہی ہے کہ زیادہ سے زیادہ چیزیں بنی نوع انسان کے فائدے کے لئے بنائی جائیں۔ اس ضمن میں جو خدا تعالیٰ نے مادہ بنایا ہے اگر وہ اتنا ہی رہتا، اس میں آگے بڑھنے کی گنجائش نہ ہوتی تو انسان ترقی کے ایک مقام پر آکر رک جاتا۔ اب سائنس کا جو نیا رجحان ہے وہ میٹریل پیدا کرنے کی طرف ہے اور جتنے مادے بنے ہوئے تھے وہ بڑھتے چلے گئے انسان کو اور زیادہ معلوم ہونے شروع ہو گئے۔ وہ مادے اگر انسان کو معلوم نہ ہوتے تو وہ سائنسی ترقی جو اسے علمی طور پر نصیب ہوئی تھی عملاً نصیب نہیں ہو سکتی تھی۔ اب دیکھیں ایک سو نو تک انہوں نے وہ مادے دریافت کر لئے جو بنیادی مادے ہوا کرتے ہیں، ہائیڈروجن سے شروع کریں یا ہیلیئم سے شروع کریں تو ترقی کرتے کرتے مالیکیول زیادہ وزنی ہوتے چلے جائیں تو ایک اور مادہ بن جاتا ہے اور وزنی ہو جائیں تو ایک اور مادہ بن جاتا ہے لیکن مسلسل ارتقاء ہے، مسلسل ان کے درمیان آپس میں ربط ہے ایک ایٹم کے زیادہ ہونے سے یا ایک الیکٹرون کے زیادہ ہونے سے، ایک پروٹون کے زیادہ ہونے سے، ایک معمولی سے معمولی چیز کے اضافے سے جو بنیادی مادہ ہے وہ اگلے درجے میں پہنچ جاتا ہے۔ اس کی ہیئت، اس کی شکل، اس کی صفات سب بدل جاتی ہیں۔

تو یہ اللہ کی عجیب شان ہے کہ اس طرح خدا تعالیٰ نے مادے کو ترقی دی اور اس سے کچھ ایک دو سال پہلے تک یا چند سال پہلے تک انسان کو صرف ننانوے بنیادی مادے معلوم تھے، پھر سو ہوئے، پھر ایک سو ایک، پھر ایک سو دو، پھر ایک سو تین، ۱۰۹ تک پہنچ گئے اور خیال پیدا ہوا کہ اب اس کے بعد کوئی نیا مادہ نہیں مل سکتا۔ اب ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲ بھی بن گئے ہیں اور ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۱۵ کے امکانات کھل گئے ہیں اور ان کو معلوم ہو چکا ہے کہ یہ یہ طریق اختیار کریں تو یہ مادہ ایک اور وزنی مادے میں تبدیل ہو سکتا ہے، اور یہ وہ ساری چیزیں ہیں جن کی ضرورت ہے۔ اس لئے اب ایک نئی سائنس کی برانچ، ایک شاخ بنی ہے جس کو سائنس آف میٹریل کہتے ہیں یعنی وہ میٹریل جس کو ہم نے استعمال کرنا ہے نئی نئی چیزوں میں وہ میٹریل بھی اگر اس قابل نہ ہو کہ وہ ان چیزوں میں استعمال ہو سکتا ہو تو وہ چیزیں بن ہی نہیں سکتیں۔ کپڑا بودا ہو گا تو اس سے مضبوط قمیص کیسے سل سکتی ہے یا مضبوط شلوار کیسے سل سکتی ہے۔ جتنا زیادہ سختی کا تقاضا ہو کسی کپڑے کے لئے اتنا ہی زیادہ کپڑے کو مضبوط ہونا چاہئے، اتنا ہی زیادہ اس کے جوڑ مضبوطی سے سلنے چاہئیں۔ تو یہ وہ چیزیں ہیں جن کو آج کل سائنس آف میٹریل میں استعمال کیا جارہا ہے اور کبھی بھی دنیا میں اتنی عظیم الشان ترقی نہ ہو سکتی تھی اگر میٹریل موجود نہ ہوتا یا اس میٹریل کے بنائے جانے کے امکانات نہ پیدا ہوئے ہوتے۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان باتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تو اِیتَاءِ ذِی القُربٰی کا سب سے زیادہ حق رکھتا ہے۔ یعنی اگرچہ ان الفاظ میں جن الفاظ میں میں نے بیان کیا ہے یہ سب کچھ مسیح موعود علیہ السلام نے نہیں فرمایا مگر جو اشارہ ہے وہ اسی طرف ہے۔ اگر اس پر غور کرو تو پتہ چلے گا کہ جس نے تمہارے لئے بہت زیادہ ایسی چیزیں پیدا کر دیں جو کبھی تمہارے کام آسکتی ہیں۔ بوڑھے ماں باپ تو مر بھی جاتے ہیں اور آئندہ تمہاری ضرورتیں پھر کون پوری کرے گا لیکن اللہ کو تو ہمیشہ کی زندگی ہے اور اس نے تمہارے لئے وہ ضرورتیں پیدا بھی کر دی ہیں اور تمہیں پھر وہ دکھاتا بھی چلا جاتا ہے، نشان دہی کرتا چلا جاتا ہے۔ اچھا اب اور آگے قدم بڑھاؤ تو یہ لے لو۔ اس سے آگے قدم بڑھاؤ تو یہ بھی موجود ہے۔ تو میٹریل کبھی بھی انسان کی ضرورت سے پیچھے نہیں رہ سکتا، مسلسل خدا کی تقدیر اسے آگے بڑھاتی چلی جاتی ہے۔ تو فرمایا پھر اِیتَاءِ ذِی القُربٰی تو اس سے ہونی چاہئے یعنی جو قریب ترین ہے وہ یہ ہے۔ قریبیوں کے لئے جو خرچ کیا جاتا ہے اس طرح اللہ کے لئے خرچ کرو۔ اب مضمون کو دیکھیں کیسا پلٹا دیا ہے آپ نے۔ وہ تمہارے لئے یہ کرتا ہے تو تم بھی جواباً ویسا ہی معاملہ اللہ سے کرو۔ نہ مراتب کی خواہش، نہ ذلت کا ڈر۔ اللہ سے ایسی محبت کرنی ہے اب کہ ذلت کا بھی کوئی خوف نہیں۔ اس راہ میں ذلت بھی آئے تو پیاری لگے اور مراتب نصیب ہوں تو وہ بھی بہت پیارے لگیں۔ اب دیکھیں انسان خدا کا کامل عاجز بندہ خدا کو مخاطب کر کے یہ کہہ رہا ہے۔ اب یہ ہے مضمون جو پلٹا دیا ہے آپ نے لَا نُرِیدُ مِنکُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُکُوْرًا کہ اے اللہ ہم تجھ سے جزا بھی نہیں مانگتے نہ اظہار تشکر، ہمیں تو تجھ سے ایسا عشق ہے ایسی محبت میں مبتلا ہو گئے ہیں تیرے احسانات پر نظر کرتے ہوئے کہ اب ہمارا بنیادی فرض ہے کہ تجھ سے ایسی محبت کریں۔ ہماری فطرت میں داخل ہو چکی ہے یہ محبت اور یہ محبت کسی آزمائش کے نتیجے میں ٹلنے والی نہیں ہے۔

اسی قسم کی آزمائش حضرت ایوبؑ کی بھی کی گئی تھی۔ حضرت ایوبؑ کے متعلق یہ بیان ہوا ہے کہ شیطان نے اللہ تعالیٰ سے یہ کہا کہ اس کو تو نے اتنی نعمتیں عطا کی ہیں یہ شکر کیوں نہ کرے۔ اگر واقعۃً ایوب کو تجھ سے محبت ہے تو بلاؤں اور مصیبتوں میں گرفتار کر کے دیکھ۔ اتنا دردناک واقعہ ہے حضرت ایوب کا اور اسی شان کے ساتھ قرآن کریم نے آپ کو بیان فرمایا ہے۔ بے انتہا صبر کرنے والا بندہ تھا، ہر طرح کی مصیبتیں آپ پر نازل ہوئیں، جسم میں کیڑے پڑ گئے، شہر سے باہر گندگی کے ڈھیر پر آپ کو پھینک دیا گیا لیکن شکر کا حق ادا کرنے سے باز نہیں آئے یہاں تک کہ بعض روایتوں میں یہ بھی آتا ہے، کہانیاں بھی بیان کی جاتی ہیں کہ شیطان نے اللہ سے کہا اے خدا اس کو اور نہ آزما کیونکہ جتنا تو آزماتا ہے یہ تیرے اور بھی قریب ہوتا جارہا ہے۔ میں تو خدا سے بندوں کو دور کرنے کے لئے آیا ہوں قریب کرنے تو نہیں آیا ہوا۔

تو یہ مضمون ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرمارہے ہیں۔ لَا نُرِیدُ مِنکُمْ جَزَآءً وَّ لَا شُکُوْرًا سے ظاہر ہے کہ پھر انسان نہ مراتب کی خواہش رکھتا ہے نہ ذلت سے ڈرتا ہے۔ جو کچھ بھی ہے ہرچہ باداباد، ہوتا چلا جائے، مگر اللہ کی محبت کے اظہار سے، اللہ سے محبت کرنے سے وہ باز آہی نہیں سکتے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ اس رمضان میں اللہ تعالیٰ ہمیں اس قسم کا شکر سکھائے اور اس قسم کے شکر کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholesaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Pleasecontact:

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

کلام طاہر

(مطبوعہ شعبہ اشاعت ۔ جرمنی)

جماعت احمدیہ جرمنی کے شعبہ اشاعت نے سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پرمعارف منظوم کلام یکجا کر کے اگست ۱۹۹۸ء میں "کلام طاہر" کے نام سے نہایت دیدہ زیب اور خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے اور اس غرض سے کہ احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں باسانی یہ کتاب حاصل کر سکیں اس کا ہدیہ صرف پانچ مارک مقرر کیاگیاہے ۔ اس کتاب کو حاصل کرنے کے لئے آپ نیشنل شعبہ اشاعت جماعت احمدیہ جرمنی سے حسب ذیل پتہ پر رابطہ کر سکتے ہیں۔

Verlag der Islam. Hanauer Landstr. 50

60314 Frankfurt AM / Main ,Germany

Fax: +(49) 69-437268

اس پہلے ایڈیشن میں طباعت کی بعض غلطیاں رہ گئی ہیں۔ اسی طرح حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض اشعار میں ترمیم و تصحیح فرمائی ہے ۔ یہ درستیاں ذیل میں شائع کی جا رہی ہیں تا کہ جن احباب کے پاس یہ نسخہ موجود ہے وہ اس میں درستیاں نوٹ فرما لیں۔ شعبہ اشاعت جرمنی اس بات کاانتظام کر رہا ہے کہ سٹاک میں موجود نسخوں میں یہ صحتنامہ چسپاں کر دیا جائے ۔

یہ تصحیحات الفضل انٹرنیشنل ۴/ دسمبر تا ۱۰/دسمبر ۱۹۹۸ء کے صفحہ ۹ پر شائع کی گئی تھیں ۔ اس میں کلام طاہر صفحہ ۵۴ بمطابق اشاعت جرمنی اور صفحہ ۴۲ بمطابق اشاعت لجنہ کراچی آخری سے پہلے شعر میں حضور ایدہ اللہ نے مزید ترمیم و اصلاح فرمائی ہے اسلئے یہ مکمل تصحیحات دوبارہ شائع کی جا رہی ہیں۔

---

(۱)...... صفحہ نمبر ۲۳ : آخری سے تیسرا شعر۔

"تُو تو ہر بار سرِ راہ سے پلٹ آتا ہے"۔

درستی : .... "سرِ راہ" نہیں بلکہ "سرِ رہ" ہے۔

(۲)...... صفحہ نمبر ۵۳ : بمطابق طباعت شعبہ اشاعت جرمنی (شعر نمبر ۵)

صفحہ نمبر ۴۱ : بمطابق اشاعت لجنہ کراچی ۔

پہلے مصرعہ میں "ہی" حذف کر دیں...... اور دوسرے مصرعہ میں "اک" حذف کر دیں۔

تصحیح کے بعد شعر یوں ہوگا :

جس رُخ دیکھیں ہر من موہن تیرا مکھڑا تکتا ہے
ہر مُحسن نے تیرے حُسن کا ھی اِحسان اٹھایا ہے

(۳)...... صفحہ نمبر ۵۴ : دوسرے شعر کا دوسرا مصرعہ۔

ا...... "اِک درد بہ داماں سُر مئی رُت نے سارا افق کجلایا ہے"۔

درستی :...... سُر اور مئی میں ضرورت سے زیادہ فاصلہ ہے۔ یہ ایک لفظ ہے۔

(۴)...... صفحہ نمبر ۵۴ : بمطابق اشاعت جرمنی اور صفحہ نمبر ۴۲ بمطابق اشاعت لجنہ کراچی

آخری سے پہلا شعر تصحیح و ترمیم کے بعد اس طرح پڑھا جائے ۔

سچے ساتھی بانٹ کے دُکھ مرا تن من دھن اپنا بیٹھے
سکھ کے ساتھی پرائے تھے سو کون گیا۔ کون آیا ہے

(۵)...... صفحہ نمبر ۵۶ : پانچویں شعر کے پہلے مصرعہ میں لفظ "اَوروں" میں ایک "ر" زائد ہے۔ اسی مصرعہ میں لفظ "تو" کے اوپر پیش ڈالنی چاہئے۔ درست یوں ہوگا :

اَوروں کے دُکھ درد میں تُو کیوں ناحق جان گنواتا ہے

(۶)...... صفحہ نمبر ۶۳ : آخری سے تیسرا شعر

پہلا مصرعہ "جاگ اٹھو" غلط ہے۔ "اُٹھو" بغیر شدّ کے پڑھا جائے۔

(۷)...... صفحہ نمبر ۷۰ : دوسرا شعر پہلا مصرعہ۔ اس مصرعہ میں دو جگہ ڈیش ڈالنی ہے۔ درست یوں ہوگا۔

"مے برستی ہے ۔ بُلا بھیجو ۔ کہاں ہے ساقی"

(۸)...... صفحہ نمبر ۷۱ : آخری سے دوسرا شعر، دوسرا مصرعہ۔ اس میں لفظ 'آہِ کرشمہ' نہیں بلکہ آہ کرشمہ ہے۔ درست یوں ہوگا :

رہی نہ آہ کرِشمہ، نہ چشمِ نم اِعجاز

(۹)...... صفحہ نمبر ۷۴ : آخری سے پہلا شعر ، پہلا مصرعہ۔ اس میں "راس آئیں" غلط ہے ۔ "راس آئے" پڑھا جائے۔ درست یوں ہوگا :

وہ جن کو نہ راس آئے طبیبوں کے دِلاسے

(۱۰)...... صفحہ نمبر ۷۷ : پہلا بند۔ آخری مصرعہ۔ لفظ "میرے" اور "میرا" نہیں بلکہ نکتوں کے بغیر "مرے" اور "مرا" ہیں۔ درست یوں ہوگا :

اجنبی غم مرے مُحسن مرا کیا لیتے ہیں

(۱۱)...... صفحہ نمبر ۸۷ : ساتواں شعر۔ پہلا مصرعہ۔ اس میں لفظ 'بھَگندر' کی جگہ 'قلندر' کر لیا جائے۔

مکمل شعر تصحیح کے بعد یوں ہوگا :

نحوستوں کا قلندر ہے پیرِ تسمہ پا
کسی دن اِس کو گلے سے اتار کر دیکھو

(۱۲)...... صفحہ نمبر ۹۸ : آخری مصرعہ۔ "اُس جگہ" کے بعد ڈیش (۔) آنی چاہئے۔ درست یوں ہوگا :

اُس جگہ۔ مل کے جُدا پھر نہیں ہوتے ہیں جہاں

۞۞۞ ۞۞۞

رمضان المبارک میں پولینڈ مشن کی سرگرمیاں

پولینڈ میں رمضان کے آغاز سے قبل ۱۸/دسمبر کو پولینڈ میں سب سے زیادہ سنے جانے والے ریڈیو (ریڈیو اور ریڈیو III) کے نمائندے مشن ہاؤس تشریف لائے۔ ایک نمائندہ جمعہ کے موقعہ پر حاضر ہوئی اور خطبہ ریکارڈ کیا۔ بعد میں خاکسار اور ہمارے نواحمدی بھائی ڈاکٹر خیر اللہ (شامی احمدی) اور مکرم فضل احمد صاحب (نواحمدی پولش) سے رمضان کے بارہ میں سوالات کئے۔ اسی دن شام کو اس ریڈیو نے ۵ منٹ تک رمضان المبارک کے بارہ میں ریکارڈ کیا ہوا پروگرام پیش کیا۔

اسی دن جمعہ کے روز شام کو ریڈیو III کی نمائندہ مشن ہاؤس تشریف لائی اور خاکسار کے ساتھ مکرم فضل احمد صاحب کا انٹرویو رمضان المبارک کے بارہ میں ریکارڈ کیا۔ اس ریڈیو نے اگلے روز ہفتہ کے دن ۷ منٹ تک ریڈیو پر یہ پروگرام پیش کیا۔ پولینڈ میں اسلام کے بارہ میں کافی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے مفید معلومات پولش لوگوں تک پہنچانے کی توفیق ملی۔ یاد رہے کہ سارے ملک میں لوگ ان پروگراموں کو بڑے شوق سے سنتے ہیں۔ بعد میں رمضان کے دوران سارے ملک سے رمضان کے بارہ میں معلومات حاصل کرنے کی غرض سے مشن ہاؤس میں فون آتے رہے۔

۱۸/جنوری ۱۹۹۹ء کو پولینڈ کے ایک مشہور اخبار Gazeta Wyborcza جس کی اشاعت ۶ لاکھ ۷۰ ہزار کی تعداد میں ہے کی نمائندہ نے مشن ہاؤس آکر رمضان المبارک کے بارہ میں اور پھر عید الفطر کے تہوار کے بارہ میں انٹرویو لیا تھا وہ شائع کیا۔

TV پر اسلام کا پیغام پہنچانے کا موقع عید الفطر کے روز میسر آگیا۔ یہاں کا مشہور TVN جو قریباً سارے پولینڈ میں دیکھا جاتا ہے اس کے دو نمائندے عید کی نماز سے قبل مشن ہاؤس آئے۔ نماز عید، خطبہ عید اور بعد میں خاکسار کا رمضان کے بارہ میں انٹرویو لیا۔ اسی طرح ہماری ایک پولش بہن Miss Katarzy-na Chojnowsha کا انٹرویو بھی لیا۔

عید الفطر کے موقع پر ہماری چھوٹی سی جماعت میں ۵ مختلف قوموں کے احباب و خواتین جن کی تعداد ۱۷ تھی شامل ہوئے۔ ان میں پولش، پاکستانی، شامی، انگریز، اور مراکش کے دوست شامل تھے۔ الحمدللہ اسلامی اخوت کے ساتھ ایک دوسرے کو گلے لگا کر عید الفطر کی خوشیاں بانٹیں۔ الحمد لله

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری تبلیغی مساعی میں برکت ڈالے اور ایک مضبوط جماعت یہاں قائم ہو جائے۔

(رپورٹ: حامد کریم محمود ۔ مبلغ سلسلہ پولینڈ)

کیا آپ نے الفضل انٹرنیشنل کا سالانہ چندہ خریداری ادا کر دیا ہے ؟ اگر نہیں تو براہ کرم اپنی مقامی جماعت میں ادائیگی فرما کر رسید حاصل کر لیں اور اپنے ملک کے مرکزی شعبہ اشاعت کو مطلع فرمائیں۔ رسید کٹواتے وقت اپنا AFC نمبر کا حوالہ ضرور درج کروائیں۔ شکریہ (مینجر)

بقیہ مختصرات از صفحہ اول

حضرت عیسیٰؑ کی تصدیق کرتی ہے۔ حضرت عیسیٰؑ نے وعدہ کیا تھا کہ میں اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف جانے والا ہوں لیکن ان لوگوں کے کہنے کے مطابق چلا گیا آسمان پر۔ اس پہلو سے ہم احمدی تمام دنیا کو ببانگ دہل یہ چیلنج کرسکتے ہیں کہ قرآن کی رو سے حضرت مسیحؑ لازماً سچے ہیں تم جو بھی تشریح کرتے ہو وہ جھوٹی ہے۔ جس کی وجہ سے تم Anti-Christ بن جاتے ہو۔ اور حضور انور نے فرمایا کہ آیت زیر تفسیر میں ایک لفظ محذوف مانا جائے تو اس کا مضمون خوب کھل جاتا ہے اور یہ اِنْ (فَرِیْقٌ) مِّنْ اَھْلِ الْکِتَابِ بھی ہو سکتا ہے کیونکہ مسیح کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف بھی آیا تھا۔ لازم تھا کہ آپ بھیڑوں کے پیچھے چلتے اور ان فرقوں میں سے ضرور کوئی نہ کوئی ایمان لے آتا اور یوں ان کا مشن پورا ہو جاتا۔ چنانچہ آپ کی ہجرت کے ذریعہ ایسا ہوا۔ اس طرح ہر فرقے نے انہیں قبول کیا۔

آیت نمبر ۱۶۱ میں قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ یہود کے ظلم کی وجہ سے ہم نے ان پر وہ پاکیزہ چیزیں حرام کردیں جو ان پر حلال کی گئی تھیں اس لئے کہ وہ خدا کی راہ سے بہت روکتے تھے اور مشرک ہو گئے تھے۔ حضور انور نے فرمایا کہ جب انسان شرک پر کمر باندھ لے تو طیبات سے محروم ہو جاتا ہے، انہوں نے سود کو حلال قرار دے دیا جس سے روکے گئے تھے اور ان میں سے کافروں کے لئے عذاب مقدر ہے، حضور نے فرمایا یہود کی تاریخ گواہ ہے کہ ان کا عذاب ہمیشہ دردناک ہوتا ہے اور وہ ہر جگہ دردناک عذاب کے نئے سامان پیدا کرتے چلے جاتے ہیں۔ حضور نے حزقیل باب ۱۸ آیت ۱۳ میں سود کھانے والوں کے لئے سخت سزا کی پیشگوئی کا حوالہ پڑھا۔

آیت نمبر ۱۶۴ میں وحی کی تمام اقسام یہاں تک کہ جامد چیزوں کی طرف اور شہد کی مکھی کی طرف وحی کی تفصیل نہایت لطیف پیرائے میں وضاحت کے ساتھ کی اور پھر حضرت موسیٰؑ پر وحی اور آنحضرت ﷺ پر وحی کا موازنہ کیا اور فرمایا کہ آپ تو قرآن کی وحی کے علاوہ ہر بات وحی کی روشنی میں کرتے تھے۔ اور کَلَّمَ اللّٰہُ مُوسیٰ تَکْلِیْماً سے بہت بڑھ کر اور مضبوطی کے ساتھ آنحضرت ﷺ پر وحی نازل ہوتی تھی۔

آیت نمبر ۱۶۷ میں بتایا ہے کہ خدا کا علم ماضی، حال اور مستقبل پر محیط ہے۔ اور جوں جوں انسان علم میں ترقی کرے گا اس بات پر گواہ ہو جائے گا کہ آنحضرتؐ پر جو وحی نازل ہوتی تھی وہ علوم سے پُر ہوتی تھی۔

آیت نمبر ۱۷۲ میں اہل کتاب کو ان الفاظ میں تنبیہ کی گئی ہے کہ دین میں مبالغہ سے کام نہ لو۔ اللہ تعالیٰ پر ناجائز باتیں نہ جڑو۔ مسیح ابن مریم محض اللہ کا رسول اور کلمہ ہے۔ "تین" نہ کہو، اس سے باز آجاؤ تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ حضور انور ایدہ اللہ نے لفظ کلمہ کی تفصیل بیان کی اور بتایا کہ مسیح کو کلمہ ہونے کے لحاظ سے کوئی ایسا امتیاز حاصل نہیں جس میں کوئی اور شریک نہ ہو اور اس کی رو سے جو عیسائی حضرت مسیحؑ کی منفرد فضیلت کا ڈھنڈورا پیٹ رہے ہیں وہ غلط ہیں۔

اتوار، ۱۷/ جنوری ۱۹۹۹ء :

آج رمضان المبارک کے درس کا آخری دن تھا جس میں دعا بھی کروائی گئی۔ درس کا آغاز سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۷۳ سے ہوا جس میں بیان ہے کہ مسیح تو ہرگز ناپسند نہیں کرے گا کہ وہ اللہ کا بندہ ہو اور نہ ہی مقرب فرشتے اس بات کو بُرا منائیں گے.......... امام راغب کہتے ہیں کہ استنکاف ایک جگہ سے دوسری جگہ جانے کو کہتے ہیں یعنی مسیح کبھی بھی خدا کو چھوڑ کر کسی طرف جا ہی نہیں سکتا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے استنکف کے معنے ناک چڑھانا کیا ہے۔ آیت نمبر ۱۷۴ میں حضور نے فرمایا کہ یَزِیْدُھُمْ مِنْ فَضْلِہٖ سے میرے نزدیک آنحضرت ﷺ کی طرف اشارہ ہے کہ انبیاء کی فہرست میں سب سے افضل فضل آپ تک پہنچتا ہے۔ آیت نمبر ۱۷۵ میں حضور نے بُرْھَان اور نُورٍ مُّبِیْن پر مفصل روشنی ڈالی۔ حضور نے فرمایا کہ سِرَاجاً مُّنِیْراً اور نُوراً مُّبِیْناً ایک ہی چیز کے دو وصف ہیں۔ اسے سائنسی نقطہ نگاہ سے سمجھنے کی ضرورت ہے۔ آپ صرف روحانی دنیا ہی کی نہیں بلکہ مادی دنیا کی بھی بِنا ہیں۔ سورج کی روشنی کی توانائی سے ہر چیز پیدا ہوتی ہے۔ بشر کی زندگی کا آخری دور نور کی توانائی سے معرض وجود میں آیا۔ تپش سے ایسا نرم نور نکلتا ہے جس سے پتے وغیرہ سرسبز ہوتے ہیں اور توانائی بہم پہنچاتے ہیں۔ سورج کے نور کا دور شروع ہوا تو انسانی زندگی کا آغاز ہوا اور اسی طرح رسول سِرَاجاً مُّنِیْراً ہیں۔ یعنی آپ کا نور مقصود نہ ہوتا تو اس دنیا میں بھی روحانی سورج کا نور نہ آتا۔ حضور ایدہ اللہ نے علمائے امت کی مختلف توجیہات بُرھان اور نُورِ مُبین کی بیان فرمائیں۔

آیت نمبر ۱۷۷ کے تحت لفظ کلالة کی لطیف اور پُر لطف تشریح بیان ہوئی۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت عیسیٰؑ کا مضمون چل رہا ہے تو اس مضمون کے ساتھ کلالة کا کیا تعلق ہے۔ حضور انور نے حوالے دے کر بتایا کہ مسیح ہی کلالہ ہیں جن کا نہ باپ تھا اور نہ بیٹا۔ مسیح کی امت اختتام کو پہنچ گئی اور مسیح کا دور ختم ہوا۔ اور اس کے مرنے کے بعد اس کے قریب ترین بھائی بنو اسماعیل وارث ہوئے اور ان سے وہ امت شروع ہو گئی جو قیامت تک رہے گی۔ سورۃ النساء کا درس آج مکمل ہوا۔

پھر حضور انور نے رمضان کے آخر پر اجتماعی دعا کی طرف لوٹتے ہوئے فرمایا کہ دعا میں آخری تین سورتوں کی تفسیر بیان کرنے کا جو طریق چلا آرہا تھا اس کی طرف میری توجہ دلائی گئی کہ اس کا پس منظر یہ تھا کہ رمضان کے دوران سارے قرآن مجید کے ترجمہ اور تفسیر کا دور مکمل ہوتا تھا اور صرف آخری تین سورتیں دعا کے دن کے لئے چھوڑ دی جاتی تھیں تو آپ تو ابھی سورۃ النساء تک ہی پہنچے ہیں۔ حضور نے فرمایا یہ نکتہ درست ہے لیکن ان آخری سورتوں کے بغیر بھی بات نہیں بنتی۔ ان میں توحید باری تعالیٰ کا اعلان ہے۔ یہی اعلان انسان کو بچائے گا۔ ہر دعا کے آخر پر یہ کہنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ اس دنیا کے جھوٹے خداؤں کے قبضے سے رہائی بخش دے اس لئے مرکزی دعا توحید کے قیام کے لئے کریں۔ اور یہ بھی کہ توحید جماعت احمدیہ کے ذریعے سے قائم ہو۔ تمام گزشتہ صلحاء امت کے لئے جن کے احسان جاری و ساری ہیں۔ عالم اسلام کے لئے، دجالی فتنوں سے بچاؤ کے لئے، امن عالم کو لاحق خطرات سے بچاؤ کے لئے، احمدیت کی پہلی صدی میں ان خادموں کے لئے جنہوں نے اس عمارت کے بنانے میں بنیادی کام کئے اور اسے بلند کیا، اور واقفین نو جس میں نومبایعین بھی شامل ہیں۔ خدا ان کے ذاتی اور جماعتی دکھ دور کرے، شہدائے احمدیت اور ان کے خاندانوں کے لئے، اسیران راہ مولیٰ اور ان کے خاندانوں کے لئے، درویشان قادیان کے لئے، اہل ربوہ کے لئے جنہوں نے ہجرت کے بعد ربوہ کو قادیان کے نمونے پر چلانے کی بہترین کوشش کی ہے۔ حضور نے پر جلال انداز میں فرمایا کہ یہ دعا بھی کریں کہ ربوہ کو گندہ کرنے والے عناصر کے ہاتھ خدا کاٹ دے۔

حضور نے فرمایا مالی قربانیوں میں حصہ لینے والے جنہوں نے اخلاص سے مال فدا کئے اور جو بے شمار ہیں۔ انگلستان کی جماعت نے اس سے ملتا جلتا نمونہ دکھایا ہے جو مدینہ والوں نے دکھایا تھا۔ میں انگلستان کی جماعت کو ہمیشہ محبت سے یاد رکھتا ہوں اور رکھوں گا کہ انہوں نے ہجرت کے دور میں میری مدد کی ہے۔ ان کے احسان کو یاد رکھوں گا۔ اللہ ان کی توفیق اور بڑھائے اور ان کو دنیا جہان کی نعمتیں عطا کرے۔ مختلف بیماریوں میں گھرے ہوئے بوڑھوں اور بچوں کے لئے، قرضوں اور چٹیوں میں پھنسے ہوئے، ازدواجی اور خاندانی جھگڑوں کے مصائب میں مبتلا، بیوگان اور یتامیٰ جو حقوق سے محروم کردئے گئے ہیں۔ ایسی بچیوں کے لئے جن کے رشتوں میں تاخیر ہو رہی ہے۔ بے روزگاروں کے لئے، بے روزہ داروں کے لئے، تاجروں کے لئے، طلباء کے لئے، مقدمات میں پھنسے ہوئے لوگوں کے لئے، جماعت کے ابتلاؤں کے دور کے خاتمہ کے لئے نہیں کیونکہ یہ تو اونچا اڑانے کے لئے آتے ہیں لیکن یہ دعا کریں کہ خدا ہمیں ان ابتلاؤں میں کامیاب کردے اور ہمارے ساتھ رہے اور ہماری حفاظت فرمائے۔ ان مسلمانوں کے لئے جن کے حقوق غصب کئے جا رہے ہیں۔ افریقن ممالک میں خاص طور پر سیرالیون کو ضرور یاد رکھیں۔ حوادث زمانہ سے متاثر لوگوں کے لئے، مذہبی، سیاسی اور قومی تعصبات کا شکار بنے ہوئے لوگوں کے لئے۔ حضور انور نے ان سب کے لئے دعا کی تحریک کی۔

آخر پر حضور انور نے اس درس کے دوران حوالجات کی تلاش میں مددگار احباب کے لئے دعا کی تحریک کی۔ اور ساؤتھ امریکہ میں مکرم عطاء الٰہی ظفر صاحب کی رپورٹ کا خلاصہ احباب کو بتایا کہ وہاں فری میسن والوں کا شر اتنا پھیل چکا ہے کہ وہ ریڈیو پر اعلان کرتے ہیں کہ کوئی خدا نہیں اور یہ کہ خدا کا انکار کرو گے تو نوکری ملے گی۔

حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو الہاماً بتادیا گیا تھا کہ فری میسن تم پر مسلط نہیں کئے جائیں گے۔ حضور نے فرمایا کہ ایسے لوگوں کو مزید شرارتوں کی توفیق نہ ملنے کے لئے دعا کریں۔ اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر خاموش پرسوز دعا کی گئی اور اسی کے ساتھ اس رمضان کے درس کا اختتام ہوا۔ اس دعا میں بھی ایم ٹی اے کے ذریعہ دنیا بھر کے لاکھوں افراد شامل ہوئے۔

سوموار، ۱۸/ جنوری ۱۹۹۹ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یکم جنوری ۱۹۹۶ء کو ریکارڈ کی گئی ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۹۷ دوبارہ دکھائی گئی۔

منگل، ۱۹/ جنوری ۱۹۹۹ء :

آج عید الفطر کے دن "ملاقات" کے نارمل پروگرام کے وقت پر ربوہ سے عید شو کی ریکارڈنگ نشر کی گئی۔

بدھ، ۲۰/ جنوری ۱۹۹۹ء :

آج حضرت امیر المومنین کے ساتھ اردو بولنے والے احباب کی اس ملاقات کا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا جو ۳۱/ مارچ ۱۹۹۵ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کیا گیا تھا۔

جمعرات، ۲۱/ جنوری ۱۹۹۹ء :

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۹۸ نشر مکرر کے طور پر براڈکاسٹ کی گئی۔ یہ کلاس پہلی مرتبہ ۲/ فروری ۱۹۹۶ء کو ریکارڈ کی گئی تھی۔

جمعۃ المبارک، ۲۲/ جنوری ۱۹۹۹ء :

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ فرنچ بولنے والے احباب کے ساتھ یکم دسمبر ۱۹۹۷ء کو ریکارڈ کی گئی ملاقات کا پروگرام دوبارہ نشر کیا گیا۔ (مرتبہ: امتہ المجید چوہدری)

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 0181-553-3611

لِقَاءُ مَعَ الْعَرَب

۲۴/جولائی ۱۹۹۴ء

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔ اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کا خلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری** پر پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔ ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو/ ویڈیو مسجد فضل لندن یوکے سے بھی حاصل کرسکتے ہیں۔ (ادارہ)

مسئلہ ظہور امام مہدی

حاضرین مجلس میں سے کسی نے سوال کیاکہ

حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ "الامام المهدی" اور مسیح موعود ہیں؟

حضور انور نے فرمایا کہ عام دنیادار لوگوں میں سے اگر کوئی شخص اپنے متعلق اعلان کرتا ہے کہ میں فلاں ہوں تو ایسی صورت میں اس کے لئے کسی ثبوت یا نشان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ وہ خود ہی ایک فیصلہ کرتا ہے اور پھر اس کا اعلان کر دیتا ہے۔ لیکن اگر کسی کی تقرری خدا تعالیٰ کی طرف سے ہو تو ایسی صورت میں ایک ہی راستہ ہے وہ یہ کہ خدا تعالیٰ صاف اور واضح الفاظ میں اُس پر منکشف کرتا ہے کہ تم اب یہ ہو۔ میں تمہیں یہ ذمہ داری سونپتا ہوں۔ اور میں تمہیں اس کام کے لئے مقرر کرتا ہوں۔ اس میں اس انسان کے کسی ذاتی ارادہ یا نیت کا کوئی عمل دخل نہیں ہوتا۔ اور اگر کسی کے دل میں محض یہ گمان گزرے کہ شاید میں کچھ ہوں تو یہ احساس اس کے پاگل پن یا کسی نفسیاتی بیماری کی بنا پر ہی ہو سکتاہے۔ لیکن اگر کوئی واقعی خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر کردہ ہو تو اس کی تصدیق کھلے کھلے الفاظ اور نشانوں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ جس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہوتی اور بالکل ایسا ہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰة والسلام کے ساتھ ہوا۔

یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتاہوں کہ اس وقت کے علماء کی طرح حضرت مسیح موعودؑ کا بھی ذاتی عقیدہ تھاکہ حضرت عیسیٰؑ جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور دوبارہ مبعوث ہونے کا انتظار کررہے ہیں۔ اور یہ بات یوں ہی آپ کے ذہن میں تھی جو کسی تحقیق پر مبنی نہ تھی۔ اور آپ اس عقیدہ پر رہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو یہ خبر دی کہ وہ عیسیٰؑ فوت ہوچکاہے اور اب میں تمہیں اس کے نام اور اس کی صفات کے ساتھ مبعوث کرتا ہوں۔

خدا تعالیٰ کی طرف سے اس انکشاف اور عظیم ذمہ داری کے سونپے جانے پر آپ کے جسم اور محسوسات پر ایک لرزہ اور کپکپی طاری ہو گئی اور اس خیال سے بھی کہ آپ اس سے پہلے ایک ایسے عقیدہ پر قائم رہے جس کی تائید قرآن کریم سے نہیں ہوتی۔ اور خدا تعالیٰ کی طرف سے اس عظیم خبر کے ملنے کے بعد جب آپ نے اس امر میں قرآن کریم سے راہنمائی حاصل کی تو آپ کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ کیسے خدا تعالیٰ کی یہ واضح تعلیم آپ کی نظر سے اوجھل رہی۔

جب تک خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک لرزہ طاری نہ ہو نئی روشنی اور نئے معارف انسان پر نہیں کھلتے۔ اور کسی نئے رخ سے خدا کی تعلیم پر نظر کرنے اور حکمت کے حصول کی توفیق میسر نہیں آتی۔ اور جیسے ہی خدا تعالیٰ کی طرف سے سوچ اور غور و فکر کی سمت تبدیل کی جاتی ہے تو پھر ہر چیز صاف اور شفاف ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ اور بعینہ یہی سلوک دعویٰ مسیحیت میں آپ کے ساتھ ہوا۔ آپ کا پہلا دعویٰ امام مہدی ہونے کا تھا اور جس وقت آپ نے جماعت احمدیہ کا قیام فرمایا اور ۲۳/مارچ ۱۸۸۹ء کو پہلی بیعت لی تو اس وقت بھی آپ کا دعویٰ صرف امام مہدی ہونے کا تھا۔ اور اسی حیثیت سے آپ نے بیعت لی تھی۔ مہدی کوئی بھی ہو سکتا تھا۔ آپ سے پہلے بھی کئی لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔ لیکن مہدی کے متعلق کہیں بھی یہ خبر نہیں دی گئی تھی کہ وہ آسمان سے اترے گا۔ تو اسی طریق پر جب خدا تعالیٰ نے آپ کو خبر دی کہ آپ اس زمانہ کے امام مہدی ہیں تو آپ نے مہدویت کا اعلان فرمایا اور جماعت قائم کی۔

جب خدا تعالیٰ کے اذن سے آپ نے ۱۸۸۹ء میں امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا تو اس زمانے کے علماء نے آپ کی شدید مخالفت کی کہ تم جھوٹے ہو، ہم تمہیں نہیں مانیں گے۔ باوجود شدید مخالفت کے آپ نہ صرف دعویٰ مہدویت پر قائم رہے بلکہ ۱۸۹۱ء میں آپ نے خدا تعالیٰ سے الہام پا کر اعلان فرمایا کہ خدا نے مجھے نہ صرف امام مہدی بلکہ مسیح موعود بھی بنایاہے۔ آپ کا یہ دعویٰ ایک ایٹم بم تھا جو ساری امت مسلمہ میں ایک قیامت برپا کر گیا۔ مخالفتوں کے پہاڑ کھڑے ہو گئے کہ یہ شخص پاگل اور دیوانہ ہو گیاہے۔ کہ پہلے اس نے امام مہدی ہونے کا دعویٰ کیا اور اب یہ کہتاہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ جبکہ عیسیٰؑ زندہ آسمان پر موجود ہیں اور انہوں نے اسی پرانے جسم کے ساتھ آسمان سے نازل ہوناہے۔

آپ نے لوگوں سے امام مہدی ہونے کی حیثیت سے بیعت لی تھی اور پھر کچھ عرصہ بعد جب اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ تم ہی وہ موعود مسیح ہو جس کے آنے کی خبر میں دے چکاہوں تو وہ لمحہ آپ کی زندگی کا مشکل ترین وقت تھا۔ اس لئے کہ آپ کا ایمان تھاکہ حضرت عیسیٰؑ خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبی تھے لیکن آپ امت محمدیہ کے ایک عام عاجز انسان۔ آپ سوچنے لگے کہ ایک عام امتی وہ عظیم موعود مسیح کیسے ہو سکتاہے۔ یہ ایک ایسی ذہنی کشمکش تھی جس نے آپ کو انتہائی پریشانی میں گھیرے رکھا۔ اور اس وجہ سے آپ شدید سر درد کی تکلیف میں بھی مبتلا رہے۔ اور ایک عرصہ تک اس سے یہی تاویل کرتے رہے کہ مسیح کہلانے سے صرف یہی مراد ہے جیسے کوئی شخص لوگوں کا علاج کرتاہے اور اس سے مریضوں کو معجزانہ شفا ہو جاتی ہے تو لوگ اسے مسیحا کہنا شروع کر دیتے ہیں۔ بس میں بھی اسی قسم کا مسیح ہوں۔ یہ تو محض ایک ٹائٹل ہے۔ ورنہ وہ نبی مسیح جس کا آسمان سے اترنا لکھاہے میں کیسے ہو سکتاہوں۔ پھر اس وقت خدا تعالیٰ کی طرف سے بارش کی طرح وحی کا نزول شروع ہوا جس سے صرفِ نظر اور اس کا انکار کسی کے بس میں نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے صاف اور روشن الفاظ میں آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا کہ تو ہی وہ مسیح موعود ہے جس کے نزول کی پیش خبریاں دی گئی تھیں۔ پس اٹھو اور آگے بڑھو، دنیا کی کسی مخالفت سے ڈرنے کی ضرورت نہیں، میں تمہارے ساتھ ہوں۔ یوں آپ نے ۱۸۹۱ء میں اعلان فرمایا کہ میں نہ صرف امام مہدی ہوں بلکہ خدا تعالیٰ نے مجھے خبر دی ہے کہ میں مسیح موعود بھی ہوں۔ اس دعویٰ کے اعلان کے ساتھ ہی تمام علماء اسلام کے ساتھ آپ کا تعلق منقطع ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کوئی بات نہیں۔ خدا میرے ساتھ ہے اور جب کہتاہے کہ میں تیرے ساتھ ہوں تو پھر مجھے کسی کی دشمنی اور مخالفت کی کوئی پرواہ نہیں۔

جہاں تک آپ کے دعویٰ مسیحیت کا تعلق تھا علماء وقت نے اس بارہ میں آپ سے کسی دلیل، ثبوت، نشان یا بحث کی کوئی ضرورت اس لئے بھی نہ سمجھی کہ وہ سمجھتے تھے کہ مسیح زندہ آسمان پر موجود ہے اور اس نے اسی جسم کے ساتھ آسمان سے نازل ہوناہے اور یہ شخص تو اس دنیا میں پیدا ہوا اور پلا بڑھا ہے اس لئے دعویٰ مسیحیت میں تو یہ بہرحال جھوٹاہے۔ اس لئے اس موضوع پر تو اس سے بات ہی نہیں کرنی البتہ "الامام المهدی" کا دعویٰ کرنے کی بنا پر مسلسل آپ سے آسمانی نشان کے ظہور کا مطالبہ ہوتا رہاکہ اس امام مہدی کے زمانہ میں سورج اور چاند کو رمضان کے مہینہ میں مخصوص تاریخوں میں گرہن لگنے کی پیشگوئی موجود ہے۔ وہ مخالف علماء بھی جانتے تھے کہ امام مہدی کی صداقت کا یہ ایک ایسا نشان ہے جو کسی بھی انسان کی طاقت اور قدرت اور ہاتھ میں نہیں کہ وہ اپنی مرضی سے اسے پیش کر سکے۔

آپ مسلسل دعاؤں میں لگے رہے یہاں تک کہ ۱۸۹۴ء میں پیشگوئی کے عین مطابق رمضان کے مہینہ میں گرہن کی تین راتوں میں سے پہلی رات کو چاند گرہن ہوا۔ احمدیوں کو جب معلوم ہواکہ امام مہدی کی صداقت کے نشان کے طور پر چاند گرہن لگاہے تو وہ کثرت سے ہندوستان کے دور دراز علاقوں سے بڑی تیزی کے ساتھ قادیان جمع ہونے شروع ہوئے کہ امام مہدی کی صداقت کے دوسرے بڑے نشان سورج گرہن کا قادیان میں جاکر نظارہ کریں کیونکہ سورج گرہن بھی اسی ماہ میں گرہن کے تین دنوں میں سے درمیانے دن لگنے کی پیشگوئی تھی۔

لوگ چھتوں اور میناروں پر چڑھ کھڑے ہوئے کہ اس عظیم خدائی نشان کو اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھ سکیں۔ نو بجے ایک شخص بھاگتا ہوا آیاکہ سورج گرہن ہو گیا، سورج گرہن ہو گیا۔ لیکن اس وقت بہت تھوڑا گرہن تھا۔ یہ ہو کیسے سکتا تھاکہ خدا تعالیٰ اپنے مسیح کے لئے اس عظیم نشان کو دھندلا رہنے دیتا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے آدھے گھنٹے کے اندر مکمل سورج گرہن ہو گیا اور یوں خدا تعالیٰ نے اس مہدی کی صداقت کے لئے جسے آنحضرت ﷺ نے "ہمارا مہدی" کہہ کر یاد فرمایا تھا یہ دو عظیم الشان تائیدی نشان ظاہر فرمائے۔ **تو جب کوئی شخص خدا تعالیٰ سے خبر پا کر کوئی دعویٰ کرتا ہے تو پھر خدا تعالیٰ اس کی صداقت کے لئے ایسے نشان ظاہر فرماتا ہے جو انسانی تدبیر اور طاقت اور توفیق سے باہر ہوتے ہیں۔**

یہ دونوں آسمانی نشان جن کا میں نے ابھی ذکر کیاہے آپ کے دعویٰ مسیحیت کی سچائی میں نہیں تھے بلکہ امام مہدی کے ثبوت میں ظاہر ہوئے تھے۔ ان آسمانی نشانوں کے ظہور کے بعد مخالف علماء ایک لمبے عرصہ تک آپ کے ساتھ صرف دعویٰ مسیحیت پر بحث کرتے رہے کیونکہ ان دو نشانوں کے ظہور نے مخالفین کو بحث کے میدان میں اپاہج کر کے رکھ دیا تھا۔ اس لئے جب بھی بحث شروع کرتے، دعویٰ مہدویت کو By Pass کر کے سیدھے دعویٰ مسیحیت پر آ

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements

such as Immigration & Nationality,

Conveyancing & Employment,

Welfare Benefits, Personal Injury,

Family & Ancillary Proceedings,,

Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas Ahmad Khan

204 Merton Road London SW18 5SW

Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156

Fax: 0181-871-9398

جاتے ۔ کیونکہ امام مہدی کے حق میں اتنے بڑے آسمانی نشانوں کو دیکھنے کے بعد اب ان کو مجال نہیں تھی کہ آپ کے دعویٰ مہدویت کو چیلنج کر سکتے۔ وہ علماء قرآن کریم کی چند آیات کے ترجمہ کو توڑ مروڑ کر اس میں سے حیات مسیحؑ کا عقیدہ پیش کرتے تھے۔ لیکن نہ تو قرآن کریم کی کسی آیت نے اس معاملہ میں ان کا ساتھ دیا اور نہ ہی کسی حدیث رسولؐ کی انہیں پشت پناہی حاصل ہو سکی۔ کیونکہ کسی حدیث میں آنحضرت ﷺ نے نہیں فرمایا کہ حضرت مسیحؑ کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا اور ان کی جگہ حضرت عیسیٰؑ سے مشابہت رکھنے والے کسی یہودی کو صلیب پر لٹکا دیا گیا تھا۔ نہ جانے ان علماء نے کس بنیاد پر اور کہاں سے یہ عقیدہ گھڑ لیا کہ حضرت مسیحؑ کو زندہ آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا اور اب وہی مسیحؑ اسی پرانے جسم کے ساتھ دوبارہ امت محمدیہ کی راہنمائی کے لئے آئیں گے۔

مخالفین احمدیت اپنے اسی عقیدہ کو سامنے رکھ کر حضرت مسیح موعودؑ سے بحث کرتے کہ تم وہ مسیح کیسے ہو سکتے ہو جس نے آسمان سے نازل ہونا تھا۔ تم اس دنیا میں پیدا ہوئے، تم یہاں ہو، عیسیٰ آسمان پر ہیں۔ پھر تم کیسے وہ موعود مسیح ہو سکتے ہو۔

حضرت مسیح موعودؑ نے قرآن کریم کی تیس (۳۰) آیات سے اور اسی طرح عہد نامہ جدید کی بے شمار آیات اور تاریخی شواہد سے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات ثابت کی تو آپ کے ہم عصر مخالف علماء آہستہ آہستہ ان دلائل کے سامنے خاموشی اختیار کرنے پر مجبور ہو گئے اور پھر ان کے بعد آنے والی نسل نے تو اس معاملہ کو گویا بالکل ہی نظر انداز کر دیا کہ یہ کوئی اہم مسئلہ ہے ہی نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کے علماء نے امام مہدی کے موضوع سے سلسلہ بحث شروع کیا اور مسیح پر ختم کیا۔ اور اب حالت یہ ہے کہ ان دونوں موضوعات پر ان میں سے کوئی بھی ہم سے بات کرنے کو تیار نہیں ہوتا۔ ظاہر یہ کرتے ہیں کہ گویا ان مسئلوں کی کوئی اہمیت نہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ لاجواب ہو چکے ہیں اور انہیں یقین ہو گیا ہے کہ قرآن وحدیث ہمارے ساتھ ہیں۔ ان کی بحث کی تان یہاں آکر ٹوٹتی ہے کہ یہ سب فضول بحثیں ہیں نہ کسی مہدی نے آنا ہے اور نہ ہی کسی مسیح نے۔ لیکن وہ مسلم سکالرز جن میں ابھی بھی اسلام کی سچائی کی غیرت اور حمیت موجود ہے حق بات کرنے سے نہیں رکتے۔ جامعہ ازھر کے ڈائریکٹر امام محمود شلتوت نے اس بات کی تائید کر دی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو چکے ہیں۔ صرف وہی نہیں بلکہ اور بھی بہت سے مسلم علماء نے قرآن کریم کی رو سے حضرت عیسیٰؑ کی وفات ثابت کی ہے لیکن جب ان سے نئے مسیح کے آنے کی بات کی جاتی ہے تو یہ کہہ کر خاموش ہو جاتے ہیں کہ پہلا مسیح فوت ہو چکا ہے اور اب کسی مسیح نے نہیں آنا۔

اس طرح خدا تعالیٰ نے اپنے پاک اور برگزیدہ بندے کو اس کے مسیح موعود ہونے کی خبر دی اور اس کے دعویٰ کے حق میں دلائل کا سمندر عطا کیا۔ یہ کسی عام انسان کے وہم کی بات نہیں کہ وہ ایک ظنّی عقیدہ رکھے کہ میں کچھ ہوں۔ ایسی صورت میں وہ اپنی تائید میں ایسے روشن دلائل کہاں سے لائے گا اور ایسے عظیم الشان آسمانی نشان کو اپنی تائید میں کیسے کھینچے گا۔

مسئلہ حیات ووفات مسیحؑ

حیات مسیح کے عقیدہ کے حق میں ایک واحد اور اکلوتی دلیل جو ہمارے مخالفین قرآن کریم سے پیش کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُم وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوا فِيه لَفِى شَكٍّ مِّنْهُ مَالَهُم بِه مِن عِلْمٍ اِلاَّ اتّبَاعَ الظَّنّ وَمَاقَتَلُوهُ يَقِيْنًا۔ (سورۃ النساء: ۱۵۸)

حالانکہ قرآن کریم کی یہ آیت بھی ان کے مسلک کی تائید نہیں کرتی۔ کیونکہ اس آیت کے آخر میں یہ بیان ہو رہا ہے کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر مارنے میں ناکام رہے۔ انہیں صلیب پر لٹکایا گیا تھا اس سے انکار نہیں اور صلیب دینے کا مقصد یہ تھا کہ انہیں صلیب پر مار دیتے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا فرمائے کہ وہ حضرت عیسیٰؑ کو صلیب پر مارنے میں ناکام ونامراد رہے اور انہیں صلیب سے زندہ اتار لیا گیا۔ لیکن پھر وہ کہاں غائب ہو گئے؟ یہاں سے شک کی ابتداء ہوتی ہے اور بعد میں پیدا ہونے والے تمام شکوک و شبہات کا تعلق بھی اسی وقت سے ہے کہ صلیب سے اتار لئے جانے کے بعد آپ کے ساتھ کیا ہوا؟

بعض کہتے ہیں کہ آپ فوت ہو گئے تھے لیکن مرنے کے بعد پھر زندہ ہو گئے تھے۔ لیکن یہودی کہتے ہیں کہ وہ ہمیشہ کے لئے فوت ہو گئے۔ لیکن اپنے اپنے ان نظریات وخیالات کے حق میں کسی کے پاس کوئی دلیل یا ثبوت نہیں۔ کیونکہ صلیب سے اتارے جانے کے بعد آپ کے جسم کو کسی نے نہیں دیکھا۔ کسی کی باڈی (Body) ملے تو پھر اس کے متعلق یقین سے کچھ کہا جا سکتا ہے کہ وہ زندہ ہے یا مردہ اور لاش کے بغیر قتل کا کیس بھی داخل دفتر نہیں کیا جاتا۔

یہ ہے قرآن کریم کی خوبی ۔ فرماتا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کو صلیب دینے کے بعد وہ آپس میں جھگڑنے لگے ۔ کوئی کچھ کہتا تو کوئی کچھ ۔ اور اہل کتاب بھی اس معاملہ میں دو گروہوں میں منقسم ہو گئے۔ لیکن ان میں سے کسی کے پاس بھی ٹھوس ثبوت نہیں تھا۔

وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوا فِيه لَفِى شَكٍّ مِّنْهُ مَالَهُم بِه مِن عِلْمٍ اِلاَّ اتّبَاعَ الظَّنّ. (سورۃ النسا: ۱۵۸)

اس واقعہ کے بارہ میں قرآن کریم کا سارا بیان ان کے شک اور ظن کا ثبوت مہیا کر رہا ہے اور آخری نتیجہ یہ نکالا "وَمَاقَتَلُوهُ يَقِيْنًا" جو کچھ بھی انہوں نے کیا اور جو بھی واقعہ رونما ہوا لیکن یہ قطعی امر ہے کہ وہ انہیں قتل کرنے میں ناکام رہے۔

مخالف علماء کہتے ہیں دیکھو یہ دلیل ہے حضرت عیسیٰؑ کے زندہ بچائے جانے کی اور پھر اس جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر اٹھائے جانے کی کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے:

بل رفعه الله اليه . وكان الله عزيزاً حكيما۔

(سورۃ النسا: ۱۵۹)

وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو صلیب سے زندہ بچا لیا تو پھر آپ کا جسم کہاں گیا؟ ۔ اللہ تعالیٰ نے اسے زندہ آسمان پر اٹھا لیا۔

ہم اُن سے کہتے ہیں کہ خدا خوفی کریں۔ قرآن کریم کا غلط ترجمہ تو نہ کریں۔ اس آیت کو دوبارہ احتیاط سے پڑھیں۔ خدا تعالیٰ اس میں دو باتیں بیان فرما رہا ہے ۔ پہلی یہ کہ وہ انہیں مارنے میں ناکام رہے اور دوسری یہ کہ "بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ" خدا تعالیٰ نے اسے اپنے قریب کر لیا۔ خدا تعالیٰ نے کہیں بھی لفظ آسمان یا کسی مادی بلندی یا فضا کا ذکر نہیں فرمایا۔ بلکہ قرآن کریم تو یہ کہہ رہا ہے کہ ہم اسے اپنے قریب لے آئے اور تمہیں پتہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی وجود کو کیسے اپنے قریب کرتا ہے؟ خدا کہاں ہے؟ یہاں ہے یا کسی اور جگہ ہے؟ خدا تعالیٰ تو ہر جگہ موجود ہے "اَيْنَمَا تُوَلُّوا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰه"۔ (البقرہ: ۱۱۶) اور "اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْض"۔ (النور: ۳۶)۔ زمین و آسمان میں کوئی ایسی جگہ نہیں جہاں خدا نہیں۔ جب میں یہ کہتا ہوں کہ میں نے اس کتاب کو اٹھا کر اپنے قریب کیا تو صاف ظاہر ہے کہ یہ چیز بھی مادی ہے اور میرا جسم بھی مادی ہے اور میرا بھی ایک جسم اور وجود ہے اور اس چیز اور میرے درمیان ایک جسمانی فاصلہ ہے۔ اور یہ ساری حرکت ایک جسمانی اور مادی حرکت ہے۔ لیکن ایک چیز جو پہلے سے ہی میرے پاس موجود ہے اور میں بھی اس کے پاس ہوں تو پھر اس چیز کو قریب کرنے کے لئے کسی جسمانی حرکت کی ضرورت نہیں۔ ہاں صرف روحانی حرکت ہو گی۔ اور قرآن کریم بھی بعینہٖ یہی بات بیان کر رہا ہے ۔ ایک موقع پر بلعم باعور کے ذکر میں فرماتا ہے:

"وَلَو شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗ اَخْلَدَ اِلَى الاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰهُ" (سورۃ الاعراف: ۱۷۷)

کہ اگر ہم چاہتے تو اس بدقسمت انسان کو ان نشانوں کے ذریعہ سے اپنی طرف اٹھا لیتے ۔ بالکل وہی طرز کلام جو حضرت عیسیٰؑ کے لئے استعمال فرمایا اس آیت میں اختیار کیا گیا ہے۔ اس سے آپ لوگ کیا سمجھتے ہیں؟ کیا یہ کہ خدا اسے اوپر آسمان کی طرف اٹھانا چاہتا تھا۔ لیکن بلعم باعور نے کہا کہ میں تو زمین کی طرف جاؤں گا۔ کیا تم ایسا سوچ سکتے ہو؟ کتنا صاف اور روشن کلام ہے۔ فرمایا ہم تو اسے اپنے قریب کرنا چاہتے تھے۔ اس میں ایسی خوبیاں اور صفات تھیں کہ وہ ہمیں پیارا ہوتا۔ اس میں کسی قسم کا کوئی جسمانی رفع مراد نہیں بلکہ روحانی ترقی اور قرب کا بیان ہے۔ یہ ہے رفع کا مطلب۔ آسمان کے ذکر کا تو نام ونشان تک نہیں۔

میرا خیال ہے تسلی کے لئے اتنا جواب کافی ہے۔

جماعت احمدیہ سویڈن کے زیر اہتمام

بین المذاہب سمپوزیم کا انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ سویڈن کو گوئٹے برگ میں مورخہ ۱۵ر دسمبر بروز منگل شام چھ بجے سٹی لائبریری میں ایک بین المذاہب سمپوزیم نہایت کامیابی کے ساتھ منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ

سمپوزیم کا موضوع "حیات بعد الموت" رکھا گیا۔ اس سلسلہ میں مرکزی لائبریری نے بھرپور تعاون کیا اور جملہ ضروریات سے آراستہ ایک وسیع لیکچر ہال بلا قیمت مہیا کیا۔ نیز مہمانوں کی تواضع اور سمپوزیم کی تشہیر کا کام بھی اپنے ذمہ لیا اور ماہ دسمبر میں لائبریری میں منعقد ہونے والی تقریبات پر مشتمل ماہنامہ میں اس سمپوزیم سے متعلق بھی ایک اعلان شائع کیا۔ پروگرام کے بارے میں گوئٹے برگ کے جملہ اخباروں کو بھی دعوت نامے بھیجے گئے اور مختلف عیسائی جماعتوں کو بھی شرکت کی دعوت دی گئی۔ سویڈش زبان کے علاوہ عربی اور فارسی میں بھی پوسٹر شائع کئے گئے۔ ہال کے ایک طرف ایک نمائش کا اہتمام کیا گیا جس میں "اسلامی اصول کی فلاسفی" اور حضور اقدس کی تازہ تصنیف Revelation, Rationality, Knowledge & Truth کو نمایاں طور پر پیش کیا گیا۔

سمپوزیم کا آغاز گوئٹے برگ یونیورسٹی کے مذہبی ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ پروفیسر Gudmar Aneer کی زیر صدارت ہوا۔ مکرم انور رشید صاحب امیر جماعت سویڈن نے اپنی افتتاحی تقریر میں فرمایا کہ بین المذاہب اجلاس کا انعقاد جماعت احمدیہ عالمگیر کی ایک قابل فخر روایت ہے جسے قائم رکھنے کے لئے اس جلسہ کا انعقاد کیا گیا ہے۔ انہوں نے مہمانوں کا شکریہ ادا کیا اور جملہ نمائندگان مذاہب سے درخواست کی کہ وہ دیگر مذاہب پر نکتہ چینی کرنے سے مکمل اجتناب کرتے ہوئے موضوع کے لحاظ سے صرف اپنے اپنے مذہب کی تعلیم بیان کریں تاکہ دوستانہ فضا کو قائم رکھا جا سکے۔ پروفیسر G udmar Aneer نے اپنی صدارتی تقریر میں اس امر کو سراہا کہ جماعت احمدیہ نے تمام مذاہب کے نمائندگان کو اس اہم موضوع کے متعلق اظہار خیال کا موقعہ فراہم کر کے نہایت مستحسن قدم اٹھایا ہے۔

خاکسار نے موضوع کو متعارف کرواتے ہوئے سویڈش زبان میں اسلامی اصول کی فلاسفی کے حوالہ سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کردہ حقائق کا خلاصہ پیش کیا۔ یونیورسٹی کے اسلامیات کے پروفیسر Ake Sander نے اپنے خطاب میں کہا کہ اگرچہ عقیدہ ثنویت (Dualism) ہمیشہ سے ہی تمام مذاہب میں موجود رہا ہے لیکن روح کی موجودگی کو سائنس کے اصولوں کے مطابق ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ بدھ مذہب کے نمائندہ نے کہا کہ حیات بعد الموت دراصل انسان کی دنیاوی زندگی کا ہی پرتو ہے۔ یہودی نمائندہ نے کہا کہ جسم ختم ہو جاتا ہے لیکن مرنے کے بعد روح زندہ رہتی ہے۔

اکثر مذاہب کے نمائندگان نے اسلامی اصول کی فلاسفی سے بیان کردہ مضمون کو سراہا۔ الحمدللہ کہ یہ مضمون ہمیشہ کی طرح اس دفعہ بھی بالا رہا۔ جملہ مقررین نے جماعت احمدیہ کو یہ کامیاب جلسہ منعقد کرنے پر مبارکباد دی۔

مکرم قریشی فیروز محیّ الدین صاحب نے اپنی تقریر میں قرآن وحدیث کے حوالہ سے بیان کیا۔ کہ

باقی صفحہ نمبر ۱۶ پر ملاحظہ فرمائیں

لجنہ اماء اللہ فرانس کے

بارھویں سالانہ اجتماع کا انعقاد

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے لجنہ اماء اللہ فرانس کا بارھواں سالانہ اجتماع مورخہ ۲۹۔۳۰ اگست 1998ء بروز ہفتہ۔اتوار بمقام بیت السلام (سینٹ پری) میں منعقد ہوا۔ یاد رہے کہ گذشتہ سال مشن ہاؤس بیت السلام میں تعمیر و مرمت کے کام اور بعض دیگر وجوہات کے باعث سالانہ اجتماع لجنہ فرانس منعقد نہ کروایا جاسکا۔ لہٰذا اس بارھویں سالانہ اجتماع میں ممبرات لجنہ بڑی گرم جوشی سے تیاریوں میں حصہ لے رہی تھیں۔ اب لجنہ کو ایک الگ خوبصورت ہال بھی مستقل مل گیا ہے جبکہ اس سے قبل لجنہ کی تقریبات کے لیے مخصوص جگہ بہت کم اور حفظانِ صحت کے اصولوں کے مطابق نہ تھی۔ اجتماع کی تیاریوں کے سلسلہ میں دو' تین بار عاملہ کا اجلاس بلایا گیا۔ لجنہ ہال کو خوبصورت انداز میں سجایا اور سنوارا گیا۔ لجنہ اور لجنہ ہال کی ضرورت کی بہت سی اشیاء خریدی گئیں۔ محترمہ صدر صاحبہ مسز نسیم دلانوا نے صفائی کے انتظامات کی طرف خصوصی توجہ دی۔ تمام ممبرات لجنہ نے بھرپور تعاون کیا اور دو' تین ہفتوں کے اندر اندر تمام انتظامات مکمل ہوگئے۔

اجتماع کا پروگرام اردو اور فرانسیسی زبان میں چھپوا کر تین ہفتے قبل ہر ممبر لجنہ تک بھجوایا گیا۔ اجتماع مجموعی لحاظ سے بفضل خدا کامیاب رہا۔ دوران اجتماع دونوں دن حاضری بھی ۶۶ چھیاسٹھ رہی۔ جرمنی اور بیلجیم سے تشریف لانے والی مہمان ممبرات بھی شامل ہوئیں۔ اس موقع پر محترم اشفاق ربانی صاحب امیر جماعت احمدیہ فرانس نے پردہ کی رعایت سے لجنہ سے مختصر خطاب فرمایا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ ابتدائی ممبرات لجنہ کی کارکردگی اور شروع میں ہونے والے اجتماعوں کو بھی یاد رکھیں اور ان کا تذکرہ کریں اسطرح کریں وہ کاوشیں بھی جو ابتدا میں احمدیت کی ترقی کیلئے کی گئیں آپ نے نصیحت کی کہ خدا کو ہمیشہ یاد رکھیں' جھوٹ نہ بولیں بد رسومات سے بچیں۔ کسی کو بری نظر سے نہ دیکھیں۔ اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں نبھائیں۔ اللہ آپکو توفیق دے۔ آمین۔

محترم امیر صاحب کی تقریر کے بعد محترم مسز نسیم دلانوا صدر لجنہ نے تقریر کی۔ انہوں نے اجتماع کے انعقاد پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ تشریف لانے والے مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ لجنہ کے باقاعدہ قیام و آغاز کے بارے بتایا اور وضاحت کی کہ اب لجنہ کے قیام کو ۷ برس ہو چکے ہیں۔ پھر انہوں نے لجنہ فرانس کی سالانہ کارکردگی کا ذکر کیا۔

پھر صدر لجنہ Reims نے مختصر سی تقریر کی۔ انہوں نے ان نصائح کا ذکر فرمایا جو حضرت مسیح موعود علیہ سلام نے عورتوں کو فرمائیں۔ اسکے بعد ممبرات لجنہ کے درمیان علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔ جن میں مقابلہ حفظ قرآن مجید اور اردو تقاریر کے مقابلے شامل تھے۔ دوپہر کے کھانے اور نمازوں کے وقفہ کے بعد دوسرے اجلاس میں تلاوت و نظم کے بعد فرنچ میں تقاریر کا مقابلہ ہوا اور نظم خوانی' مشاہدہ معائنہ، بیڈ منٹن' دوڑ وغیرہ ورزشی مقابلہ جات ہوئے اس موقع پر ناصرات کی بھی مختلف ٹیموں کے مقابلہ جات کروائے گئے۔

دوسرے دن اتوار مورخہ ۳۰۔۸۔۹۸ پروگرام کا آغاز ۱۰:۳۰ بجے صبح تلاوت قرآن پاک کے ساتھ ہوا۔ تلاوت' عہد' نظم اور درس حدیث، آنحضرت ﷺ کی سیرت کے مختلف پہلوؤں پر اردو اور فرنچ میں تقاریر ہوئیں۔ اسی عنوان کے تحت ایک تقریر فرنچ زبان میں ہوئی۔ ایک تقریر لڑکے اور لڑکی کی شادی سے قبل ملاقاتوں کے تعلق میں اسلامی تعلیم کے حوالے سے کی گئی جس میں بتایا گیا کہ اسلام کسی حالت میں شادی سے قبل آزادانہ ملاقاتوں اور خلا ملا کی اجازت نہیں دیتا۔ یورپ کے ماحول میں اس سلسلہ میں جو راستے اور جواز پیدا کئے جارہے ہیں وہ اسلام کی تعلیم کے منافی ہیں۔ مقررہ نے بیان کیا کہ والدین بچوں کی پرورش اسطرح کریں کہ بچوں اور ماں باپ میں اس حد تک بے تکلفی ہو کہ بچے اپنے دل کی بات اور خواہشات اپنے ماں باپ کے سامنے رکھ سکیں اور انہیں اپنا سب سے بڑا ہمدرد اور راہنما خیال کریں۔ اگر شروع سے ہی بچوں کو اچھائی اور برائی میں فرق سمجھا دیا جائے اور اسلام کی تعلیمات سے روشناس کروا دیا جائے اور بچوں میں اطاعت والدین کا جذبہ ہو اور بچے ماں باپ پر بھرپور اعتماد کرتے ہوں تو پھر خدا کے فضل سے بچے یہاں کے مغربی معاشرہ کے بد اثرات سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔ بعد ازاں اسی موضوع پر فرنچ زبان میں ایک تقریر کی گئی مقررہ نے قرآنی آیات کی روشنی میں اپنے نقطۂ نظر کی وضاحت کی۔ پھر ایک نظم کے بعد صدر لجنہ فرانس نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ سلام کے موضوع پر اردو اور فرانسیسی زبان میں تقریر کی۔ اجتماع کے دوسرے دن کے پہلے اجلاس کا آخری آئیٹم بیت بازی تھا۔

اختتامی اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن پاک کے ساتھ ہوا۔ اس اجلاس میں سوال وجواب کی ایک محفل ہوئی۔ مختلف نوعیت کے سوالات کئے گئے جن کے جوابات زیادہ تر محترمہ مسز نسیم دلانوا صدر لجنہ فرانس نے دیئے۔

سوال وجواب کے پروگرام کے بعد تقسیم انعامات منعقد ہوئی۔ تمام نمایاں پوزیشنیں حاصل کرنے والی ممبرات لجنہ اور ناصرات میں صدر صاحبہ فرانس نے انعامات تقسیم کئے۔ اس تقریب کے بعد غانا کی ممبرات لجنہ نے اپنی علاقائی زبان میں لا الہ الا اللہ کا نغمہ پڑھ کر سنایا۔ جس میں درود شریف کا کچھ حصہ بھی شامل تھا۔ اس نظم کا فرنچ اور انگلش زبان میں ترجمہ پیش کیا گیا۔

آخر میں صدر لجنہ فرانس نے خطاب کیا۔ انہوں نے اجتماع کی کامیابی پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ بھرپور تعاون کرنے والوں کا تذکرہ کیا۔ انہوں نے مسز گل حفیظ صاحبہ کا خصوصی شکریہ ادا کیا کہ مسلسل ۸۔۹ ماہ تک ان کے گھر میں لجنہ کے تمام پروگرام منعقد ہوتے رہے۔ اور انہوں نے نہائیت خوش مزاجی اور وسعت قلبی کے ساتھ نہ صرف اسکی اجازت دی بلکہ ہر موقعہ پر بھرپور تعاون کیا (یاد رہے کہ تقریباً ایک سال تک مشن ہاؤس کی عمارت تعمیر و مرمت کے کام اور بعض دیگر وجوہات کی بناء پر بند رہی)۔ دعا کے ساتھ اجتماع ختم ہوا۔

اجتماع کے دوران سالانہ صنعتی نمائش بھی لگائی گئی تھی جس میں ممبرات لجنہ و ناصرات کی تیار کردہ اور پیش کردہ اشیاء برائے فروخت رکھی گئیں۔ کل منافع ۲۴۷۲ فرانک حاصل ہوا۔ جماعتی کتب کا سٹال برائے نمائش و فروخت لگایا گیا۔ اجتماع میں شرکت کرنے والوں کی سہولت کیلئے کھانے' پینے کی اشیاء کے سٹالز بھی لگائے گئے۔ جو منافع حاصل ہوا وہ لجنہ فنڈ میں جمع کروادیا گیا۔ اجتماع کے موقع پر بلکہ اجتماع سے ایک ماہ قبل ہی اعلان کیا گیا۔ کہ ممبرات تنظیم ریڈکراس کو دینے کیلئے قابل استعمال اچھی حالت میں اشیاء کپڑے، جوتے اور دیگر اشیاء ضرورت جمع کروادیں۔

دوران اجتماع تمام شعبہ جات نے احسن رنگ میں اپنے فرائض سرانجام دیئے۔ خدا تعالیٰ سب خدمت کرنے والوں کو بہترین جزاء سے نوازے۔ آمین۔

(رپورٹ مرتبہ۔ خالدہ قادر سیکرٹری اشاعت لجنہ فرانس۔)

بقیہ: گوتم بدھ کا گیان از صفحہ ۲

عمر کو پہنچنے کے بعد سے ہی انسانی زندگی کو لاحق ہونے والے روگوں پر غور کرنا شروع کر دیا تھا اور وہ اپنے گرد پھیلے ہوئے پاپ اور اخلاقی فساد و بگاڑ کی ناقابل بیان کیفیت سے نالاں رہنے لگے تھے۔ اور انہوں نے پنڈتوں اور پروہتوں سے مل کر انسانی زندگی کی حقیقت اور اس کی غرض وغایت کے بارہ میں تبادلۂ خیالات کا سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ "تری پٹک" میں آلار کالام اور اُدّا کا رام پُت نامی جن برہموں اور رشیوں کے ساتھ ان کے مکالموں کا ذکر آتا ہے ان کا تعلق سنیاس اختیار کرنے سے بہت پہلے کے زمانے سے ہے۔ اس کی وجہ انہوں نے یہ بیان کی ہے کہ یہ دونوں رشی ان کی اپنی اور قریب کی ریاست مگدھ کے رہنے والے تھے۔ جبکہ سنیاس اختیار کرنے سے پہلے وہ کپل وستو سے سیدھے بنارس کے قریب سرناتھ تشریف لے گئے تھے۔ دھرمانند جی نے لکھا ہے کہ گوتم بدھ آغاز جوانی میں آلار کالام اور اُدّا کا رام پُت نامی برہموں کے آشرموں میں جاکر ان دونوں سے فلسفۂ حیات کے بارہ میں درس لیا کرتے تھے۔ لیکن ان کے درسوں اور ان کے ساتھ تبادلۂ خیالات کے نتیجہ میں ان کی تسلی نہ ہو سکی تھی۔ اسی لئے انہوں نے بالآخر سنیاس لے کر سادھی جمانے اور گیان دھیان میں مصروف رہ کر زندگی کے اصل حقائق سے خود آگاہ ہونے کے لئے انتہائی پُرمشقت ریاضتوں میں پڑنے کا فیصلہ کیا۔

سرناتھ میں ان کی ملاقات چار سادھوؤں سے ہوئی۔ ان چاروں نے دنیوی علائق ترک کرنے، بھوکے اور پیاسے رہ کر نفس کشی میں کمال حاصل کرنے اور گیان دھیان میں ہی مشغول رہنے کی ترغیب دلائی۔ چنانچہ انہوں نے بھی اسی جنگل میں ان چار سادھوؤں کے قرب وجوار میں سادھی جما کر گیان دھیان کی مشق شروع کر دی۔ اس طویل مجاہدہ کے دوران انہیں کچھ حاصل نہ ہوا۔ چنانچہ انہوں نے ان چاروں سادھوؤں کی قربت و معیت ترک کر کے وہاں سے کوچ کرنے کا فیصلہ کیا اور وہ اکیلے ہی سفر کرتے ہوئے موجودہ بہار کے علاقہ گیا میں آ وارد ہوئے۔ یہاں کا پرسکون جنگل انہیں بہت پسند آیا۔ انہوں نے وہاں ایک درخت کے نیچے آسن جمایا اور کھانا پینا ترک کر کے صرف قوت لایموت پر گزارہ کرتے ہوئے زندگی کے حقائق پر سوچنا شروع کیا اور ان پر اپنی توجہ مرکوز کر کے اصل حقائق کی کنہہ معلوم کرنے کی جانگسل جدوجہد میں مشغول ہوگئے۔ اس جدوجہد نے انہیں یکسر گھلا کر رکھ دیا حتی کہ کھال کے پیچھے ہڈیوں کا پنجر نظر آنے لگا۔ آخر ایک دن ان کے دل میں روشنی پیدا ہوئی۔ اور اسکے نتیجہ میں حیات و ممات اور دکھ سکھ سے متعلق ایک ایک کر کے تمام عقدے حل ہوتے چلے گئے اور اس طرح نجات کی حقیقی راہ سے انہیں آگاہی بخشی گئی۔

(باقی آئندہ شمارہ میں)

نماز جنازہ

سیدنا حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۶ جنوری ۱۹۹۹ء بروز ہفتہ قبل از نماز ظہر مسجد فضل لندن کے احاطہ میں مکرم قاضی عبدالسلام صاحب بھٹی کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔ اس کے ساتھ ہی مکرمہ امتہ القیوم صاحبہ (اہلیہ مکرم مبارک احمد صاحب ساہی، عملہ حفاظت لندن) کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے۔ انہیں اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ

یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ

(مینیجر)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم اور دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں- اردو یا انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں رسائل بھجوانے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اہم مضامین اور اعلانات کا خلاصہ اردو یا انگریزی میں بھی ارسال فرمایا کریں- اپنے رسائل ذیل کے پتہ پر ارسال فرمائیں :

AL-FAZL DIGEST, 6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

اس کالم کے سلسلہ میں خط وکتابت کرنے والوں سے درخواست ہے کہ براہ کرم اپنا مکمل پتہ اور ٹیلیفون نمبر بھی ضرور تحریر فرمایا کریں-

بنی اسرائیل میں لوہے اور تانبے کا دور

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۸؍جولائی ۹۸ء میں مکرم ڈاکٹر مرزا سلطان احمد صاحب کا اپنے ایک تحقیقی مضمون میں لکھتے ہیں کہ لوہے اور تانبے کا استعمال انسانی تاریخ میں اتنی اہمیت رکھتا ہے کہ اُس پر بناء رکھتے ہوئے تاریخ کو مختلف ادوار میں تقسیم کیا گیا ہے- قرآن کریم کے مطابق حضرت داوٗد کے لئے لوہے کو نرم کردیا گیا تھا اور حضرت سلیمان کے لئے تانبے کا چشمہ پگھلایا گیا تھا-

بنی اسرائیل نے مصر سے نکلنے کے بعد چالیس سال فلسطین میں داخل ہونے کی کوشش میں گزارے اور پورے علاقے پر اُن کا تسلط کئی صدیوں میں ممکن ہو سکا تھا- اس کی وجہ بعض اور قوموں کا بھی فلسطین پر قبضہ کرنے کا خواب تھا- ایک قوم فلستیوں کی تھی جو بحیرہ روم کے جزیرے کریٹ سے آکر فلسطین کے ساحلی علاقوں میں آباد ہوگئی تھی- یہ ایک مشترکہ بادشاہ کے ماتحت نہیں تھے بلکہ ہر شہر کا ایک سردار تھا اور قومی معاملات سرداروں کی کونسل طے کیا کرتی تھی- کنعان پر قبضے کے لئے فلستیوں اور بنی اسرائیل کے درمیان کئی جنگیں ہوئیں اور اکثر میں فلستیوں کا پلہ بھاری رہا اور کئی مرتبہ بنی اسرائیل ہزاروں کی تعداد میں مارے گئے اور محکوم بنے- اس فوقیت کی وجہ یہ تھی کہ فلستیوں کو لوہے کا کام آتا تھا حتّٰی کہ اسرائیلی اپنے اوزاروں کو تیز کروانے کے لئے بھی فلستیوں کے پاس ہی جاتے تھے- اُس وقت تک بنی اسرائیل بھی کسی ایک بادشاہ کے ماتحت نہیں تھے لیکن جب بنی اسرائیل کا بہت سا حصہ فلستیوں کا محکوم بن گیا تو بنی اسرائیل کے بڑوں نے ایک بادشاہ کے تحت متحد ہونے کا فیصلہ کیا- اس طرح قریباً ۱۰۵۰ ق م میں ساؤل کو بنی اسرائیل کی تاریخ کا پہلا بادشاہ بنایا گیا اور اُس کی قیادت میں جنگوں کا سلسلہ ایک نئے سرے سے شروع ہوا-

آخر ایک بڑی جنگ کے لئے فلستیوں کی فوجیں یروشلم سے ۲۵ کلومیٹر دور شوکہ کے مقام پر جمع ہوئیں- دونوں فوجوں کا مقابلہ افسد میم کے مقام پر ہوا- اب بھی بنی اسرائیل کے پاس تلواروں کی بہت کمی تھی- جنگ سے پہلے فلستیوں کی طرف سے ذرّہ میں ملبوس دیوہیکل جولیت نکلا اور بنی اسرائیل کی طرف سے بادشاہ کے بار بار انعام کے اعلان کے باوجود کوئی نہ نکلا- آخر ایک کم عمر نوجوان کے اصرار پر اجازت دے دی گئی اور بادشاہ نے اپنی ذرّہ اتار کر اُس کو دیدی- نوجوان نے ہتھیار کے طور پر فلاخن کا انتخاب کیا- یہ ایک چمڑے کا پٹہ تھا جس کا ایک سرا ہاتھ سے باندھ دیا جاتا تھا اور دوسری طرف ایک پتھر باندھا جاتا تھا اور چرواہے جنگلی جانوروں کا مقابلہ کرنے کے لئے اسے اپنے پاس رکھتے تھے- جولیت کی توجہ نوجوان کی لاٹھی پر ہی رہی اور نوجوان نے فلاخن سے پتھر پھینکا جو جولیت کے سر پر لگا اور وہ زخمی ہوکر گر گیا- نوجوان نے بڑھ کر جولیت کی تلوار سے ہی اُس کا کام تمام کردیا- بائبل کے مطابق یہ نوجوان حضرت داوٗد تھے جنہوں نے جولیت کو قتل کیا- قرآن کریم میں بھی حضرت داوٗد کے جالوت کو قتل کرنے کا ذکر ملتا ہے-

مشرک توہم پرست ہوتا ہے اور جولیت کا قتل اتنا غیر متوقع تھا کہ فلستیوں کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی اور وہ بھاگے تو بنی اسرائیل نے پیچھا کرکے بہت کو ختم کردیا- لیکن فلستیوں کی قوت اب بھی باقی تھی اور اُن کی لوہے کی برتری بھی- چنانچہ جنگوں کے ایک سلسلے کے بعد یزرعیل کے مقام پر بنی اسرائیل کو شکست ہوئی- ساؤل اور اُس کا بیٹا بھی مارے گئے- حضرت داوٗد اس جنگ میں شامل نہیں تھے بلکہ بہت دور عمالیق قوم سے برسرپیکار تھے- ساؤل کی موت کے بعد اُنہیں بنی اسرائیل کا بادشاہ بنایا گیا- تب بنی اسرائیل کے نئے اتحاد نے فلستیوں کو فیصلہ کن شکست دی اور وہ آئندہ کم از کم سو سال تک سر نہ اٹھا سکے- اس کے بعد بنی اسرائیل کے لئے لوہے کا استعمال کوئی راز نہ رہا اور بنی اسرائیل پیتل سے لوہے کے دور میں داخل ہوگئے-

چنانچہ بائبل میں بنی اسرائیل کو ارض موعود کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہا گیا تھا کہ "اور تجھ کو کسی چیز کی کمی نہ ہوگی کیونکہ اس ملک کے پتھر بھی لوہے کے ہیں اور وہاں کے پہاڑوں سے تو تانبہ کھود کر نکال سکے گا"- قرآن کریم کے مطابق یہ پیشگوئی حضرت داوٗدؑ اور حضرت سلیمانؑ کے دور میں پوری ہوئی-

-......☆......☆......☆......-

عبیداللہ علیم بقلم خود

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۴؍جولائی میں محترم عبیداللہ علیم صاحب کا ذکر خیر کرتے ہوئے مکرم سلیم شاہجہانپوری صاحب نے علیم صاحب کا ایک خط نقل کیا ہے جس میں علیم صاحب رقمطراز ہیں کہ تھوڑی سی تگ و دو کرکے میں نے اپنی تاریخ پیدائش کا تعین ۱۲؍جون ۱۹۳۹ء کرلیا ہے- میری تُک بندی کا آغاز ۵۵ء کے لگ بھگ ہوا لیکن ۵۸ء تک لکھا گیا سب تلف کردیا- ۷۴ء میں شائع ہونے والے میرے پہلے شعری مجموعہ "چاند چہرہ ستارہ آنکھیں" میں ۵۹ء سے ۷۴ء تک کا کلام شامل ہے- اس مجموعہ کو ۷۴ء میں آدم جی ادبی انعام دیا گیا- دوسرا مجموعہ ۸۶ء میں شائع ہوا- پھر تمام اہم ادبی رسائل اور اخبارات میں میرا کلام شائع ہوتا رہا اور مجھ پر تبصرے اور مضامین شائع ہوئے- ۷۴ء سے ۷۹ء تک میں رائٹرز گلڈ سندھ کا منتخب سیکرٹری رہا اور ۷۹ء سے رائٹرز گلڈ کی مرکزی مجلس عاملہ پاکستان کا منتخب رُکن ہوں- میرے بیشمار انٹرویو نشر ہوئے ہیں اور میں نے بیشمار مشاعرے پڑھے ہیں اور تقریباً تمام مشہور گانے والوں نے میری نظمیں اور گیت گائے ہیں جو ریڈیو سے نشر ہوتے رہتے ہیں- میرے انٹرویو بی بی سی لندن سے دو تین بار نشر ہوچکے ہیں- امریکہ کے کئی شہروں میں بھی انٹرویو ہوئے اور نشر کئے گئے- ہندوستان بھی دو بار جاچکا ہوں جہاں کئی مشاعرے پڑھے اور انٹرویو نشر ہوئے- ۶۷ء سے ۷۸ء تک ٹیلی ویژن پروڈیوسر کی حیثیت سے بھی کام کرتا رہا ہوں-......

میری شاعری تین خلافتوں کی دعاؤں کا صدقہ ہے ورنہ احمدی شاعر اور "اِس" فضا میں پھول پھل سکے؟ ناممکن- میرے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے از راہ دعا اور احسان میری وہ قدر افزائی فرمائی ہے کہ اگر میں اپنے اوپر لکھے ہوئے سارے مضامین ایک پلڑے میں رکھوں اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی دعا- اور میری شاعری پر زبانی اور تحریری اظہار تحسین دوسرے پلڑے میں تو یہ پلڑا اتنا بھاری ہے کہ باقی تمام چیزیں ہیچ ہوجاتی ہیں اور یہ میرے اور میری نسلوں کے لئے اتنا بڑا انعام ہے کہ اس سے آگے کوئی انعام تصور میں نہیں آسکتا-

-......☆......☆......☆......-

جامعہ احمدیہ

۱۹۰۵ء میں جماعت احمدیہ کے بہت سے جیّد علماء وفات پاگئے جن میں حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اور حضرت مولوی برہان الدین صاحب جہلمیؓ شامل تھے- حضرت اقدس مسیح موعودؑ نے اس خلاء کو محسوس فرمایا اور تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ۶؍دسمبر ۱۹۰۵ء کو فرمایا افسوس کہ جو مرتے ہیں ان کا جانشین ہم کو کوئی نظر نہیں آتا- پھر فرمایا مجھے مدرسہ کی طرف سے بھی رنج ہی پہنچتا ہے کہ جو کچھ ہم چاہتے تھے وہ بات اس سے حاصل نہیں ہوئی- اگر یہاں سے بھی طالبعلم نکل کر دنیا طالب ہی بننے تھے تو ہمیں اسکے قائم کرنے کی ضرورت ہی کیا تھی ہم تو چاہتے ہیں کہ دین کیلئے خادم پیدا ہوں-

اس کے بعد حضور علیہ السلام نے بہت سے احباب کو بلاکر اُن کے سامنے یہ امر پیش فرمایا کہ مدرسہ (تعلیم الاسلام) میں ایسی اصلاح ہونی چاہئے کہ یہاں سے واعظ اور علماء پیدا ہوں- اس ضمن میں حضورؑ نے مدرسہ میں ایک "شاخِ دینیات" کے قیام کا فیصلہ صادر فرمایا- بعد ازاں یہی شاخ پہلے مدرسہ احمدیہ اور پھر جامعہ احمدیہ کی صورت اختیار کرگئی اور اب یہ ایک وسیع ادارے کی شکل اختیار کرچکی ہے جس کی مرکزی شاخ ربوہ پاکستان میں ہے جبکہ دنیا کے کئی ممالک میں اس کی شاخیں موجود ہیں- جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنا ایک نہایت اعزاز کا مقام ہے کیونکہ یہ مسیح الزماں علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قائم کردہ ادارہ ہے- اسکے بارے میں ایک مضمون مکرم راجہ برہان احمد صاحب کے قلم سے ماہنامہ "خالد" جولائی ۹۸ء میں شامل اشاعت ہے-

قیام پاکستان کے بعد جامعہ احمدیہ پہلے لاہور میں پھر احمد نگر میں اور آخر ربوہ میں قائم کیا گیا- اس وقت جامعہ کی دو منزلہ وسیع و عریض عمارت تدریس کے لئے استعمال ہوتی ہے- طلبہ کی رہائش کے لئے دو ہوسٹل (ناصر ہوسٹل اور طاہر ہوسٹل) ہیں- موجودہ نصاب سات سال کا ہے جس کے دوران انگریزی، اردو، عربی، فارسی، فقہ، قرآن، حدیث، کلام، موازنہ، صرف ونحو، تاریخ وسوانح اور تصوف وغیرہ مضامین پڑھائے جاتے ہیں-

-......☆......☆......☆......-

اعزازات

☆ ایک واقفہ نو عزیزہ سلمانہ مبشر صاحبہ نے تقریباً دس سال کی عمر میں آٹھویں جماعت کا امتحان پاس کرلیا ہے اور اب نویں میں داخل ہورہی ہیں-

☆ مکرم محمود سعید صاحب کا نام انٹرنیشنل Whos Who آف بزنس پروفیشنلز ۹۸ء میں شامل کیا گیا ہے- قبل ازیں موصوف کو امریکی اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ آف کامرس کی طرف سے ۹۶ء اور ۹۷ء میں بہترین پاکستانی بزنس پروفیشنل کا اعزاز بھی ملا تھا-

☆ مکرمہ رباب احمد صاحبہ نے ایم بی بی ایس کے فائنل امتحان میں فاطمہ جناح میڈکل کالج میں اول پوزیشن حاصل کی ہے-

☆ مکرمہ امۃالنور شمس صاحبہ نے میٹرک کے امتحان میں سائنس گروپ میں تحصیل چنیوٹ میں اول پوزیشن حاصل کی ہے-

☆ مکرم انصر محمود ملک صاحب نے میٹرک کے امتحان (سائنس گروپ) میں فیڈرل بورڈ (بوائز) میں تیسری پوزیشن حاصل کی ہے-

☆ مکرمہ صائمہ بشریٰ شیخ صاحبہ نے MBBS کے تھرڈ پروفیشنل میں کراچی یونیورسٹی میں تیسری پوزیشن حاصل کی ہے-

☆ مکرمہ افشیں احمد صاحبہ نے کراچی بورڈ کے میٹرک کے امتحان (جنرل گروپ) میں طالبات میں تیسری اور مجموعی طور پر چوتھی پوزیشن حاصل کی ہے-

-......☆......☆......☆......-

ہمیں موصول شدہ اخبارات ورسائل میں ہفت روزہ 'بدر' کے بعض پرچوں کے علاوہ ماہنامہ 'تشحیذ الاذہان' ربوہ جولائی ۹۸ء و اگست ۹۸ء، ماہنامہ 'مصباح' ربوہ اگست ۹۸ء و ستمبر ۹۸ء، ماہنامہ 'انصار اللہ' ربوہ اگست ۹۸ء، ماہنامہ 'ستھیادوتن' کیرلہ اگست ۹۸ء، ماہنامہ "النور" امریکہ ستمبر ۹۸ء اور جماعت احمدیہ ماریشس کا فرانسیسی زبان میں ماہنامہ "دی میسج" ستمبر ۹۸ء شامل ہیں-

Muslim TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya

Programme Schedule for Transmission

05/02/99 - 11/02/99

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 5th February 1999

00.05	Tilawat, Hadith, News
00.35	Children's Corner: Quran Class, No. 58(R)
01.00	Liqa Ma'al Arab: Session No. 27 Rec: 21.03.95
02.00	Quiz: History of Ahmadiyyat, Pt 78
02.45	Urdu Class (R)
03.50	Learning Arabic: Lesson No. 26
04.05	MTA Variety: Shajray Phull, Part 1
04.45	Homeopathy Class: Lesson No. 4 Rec: 07.04.94
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News.
06.55	Children's Corner: Quran Class, No. 58(R)
07.20	Pushto Programme: Speech, The difference between Ahmadis and non-Ahmadis.
07.40	From the Archives: Majlis e Irfan, Pt 1 From Sindh, Rec: 19.02.84
08.35	Liqa Ma'al Arab: Session No. 27 (R)
09.50	Urdu Class (R)
11.00	Computers for Everyone: Part 96
11.30	Bengali Service: Da'in IlAllah workshop.
12.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50	Nazm and Darood Shareef
13.00	Friday Sermon - LIVE
14.05	Documentary: Handicrafts
14.35	Rencontre Avec Les Francophones(New): Rec: 01.02.99
15.35	Friday Sermon (R)
16.55	Liqa Ma'al Arab: Session No. 27 (R)
18.05	Tilawat, Hadith
18.20	Urdu Class(New): Rec: 03.02.99
19.25	German Service
20.25	Children's Corner: Kudak No. 7
20.40	Medical Matters: Diarrhoea in children
21.05	MTA Variety: Pakistan's Golden Jubilee
21.50	Friday Sermon (R)
22.55	Rencontre Avec Les Francophones(N): (R)

Saturday 6th February 1999

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45	Children's Corner: Kudak No. 7 (R)
01.00	Liqa Ma'al Arab: Session No. 28 Rec: 22.03.95
02.00	Friday Sermon (R)
03.10	Urdu Class(New):Rec: 03.02.99 (R)
04.15	Computers for Everyone: Pt 96 (R)
04.50	Rencontre Avec Les Francophones(N): (R)
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
07.00	Children's Corner: Kudak No. 7 (R)
07.15	Saraiky Programme: Mulaqat with Huzoor Rec: 21.07.95
08.15	Medical Matters: Diarrhoea in children (R)
08.45	MTA Variety
09.45	Liqa Ma'al Arab: Session No. 28 (R)
10.45	Urdu Class(New):Rec: 03.02.99 (R)
12.05	Tilawat, News
12.45	Learning Danish: Lesson No. 9
13.10	Indonesia Hour: Children's corner, more...
14.15	Bengali Service: Discussion of Khuttam un Nabiyeen, Points to ponder, Ranna Bana.
15.15	Children's Class(New): Rec: 06.02.99
16.20	Liqa Ma'al Arab: Session No. 28 (R)
17.20	Al Tafseer ul Kabir: Part 30
18.05	Tilawat, Darsul Hadith
18.30	Urdu Class (New): Rec, 05.02.99
19.35	German Service
20.40	Children's Corner: Quran Quiz, No.36
20.50	Q/A Session with Huzoor Rec: 27.12.85 - Fazl Mosque, London.
22.25	Children's Class(N): Rec: 06.02.99(R)
23.30	Learning Danish: Lesson No. 9 (R)

Sunday 7th February 1999

00.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
01.00	Children's Corner: Quran Quiz, Pt 36 (R)
01.25	Liqa Ma'al Arab: Session No. 29 Rec: 23.03.95
02.30	Canadian Programme
03.15	Urdu Class(N):Rec: 05.02.99(R)
04.25	Learning Danish: Lesson No. 9(R)
04.50	Children's Class(N): Rec: 06.02.99(R)
06.05	Tilawat, Seerat un Nabi, News
06.40	Children's Corner: Quran Quiz, Pt 36 (R)
07.00	Friday Sermon (R)
08.10	Q/A Session: with Huzoor Rec: 27.12.85 (R)
09.45	Liqa Ma'al Arab: Session No. 29 (R)
10.50	Urdu Class(N):Rec: 05.02.99(R)
12.05	Tilawat, News
12.45	Learning Chinese: Lesson No.112
13.15	Indonesian Hour: Quiz Khazanah, Homoeopathy, More.......
14.15	Bengali Service: Discussion on the advent of the Imam Mahdi.
15.15	English Mulaqat: with Huzoor and guests Rec: 18.06.95
16.20	Liqa Ma'al Arab: Session No. 29 (R)
17.25	Albanian Programme: No. 2, Part 2.
18.05	Tilawat, Seerat un Nabi
18.35	Urdu Class(New): with Huzoor Rec: 06.02.99
19.45	German Service
20.45	Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar
21.15	Dars ul Quran: No. 21 Rec: 24.0.98
22.30	Interview: Final Part.
23.25	Learning Chinese: Lesson No.112 (R)

Monday 8th February 1999

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.50	Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar
01.15	MTA USA: Q/A with Huzoor Rec: 19.03.95
02.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.30 Rec: 28.03.95
03.15	Urdu Class(New): (R)
04.20	Learning Chinese: Lesson No.112(R)
04.55	English Mulaqat: with Huzoor and guests Rec: 18.06.95
06.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.55	Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar
07.20	Dars ul Quran: No. 21 (R)
08.45	Liqa Ma'al Arab: Session No.30 (R)
09.50	Urdu Class(New): (R)
11.10	MTA Sports: Kabadi Final, Pakistan.
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Norwegian: Lesson No.86
13.10	Indonesian Hour: Kinurs Jana Sahadat,....
14.05	Bengali Service: Zikr e Khair Marhum Anulam Ahmad Khan Sb
15.05	Homoeopathy Class: Lesson No. 5
16.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.30 (R)
17.25	Turkish Programme: Truth of the Imam Mahdi - No. 3
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class: Class No. 374
19.45	German Service
20.45	Children's Corner: Workshop No.8
21.10	Rohani Khazaine
22.00	Homeopathy Class: Lesson No. 5 (R)
23.15	Learning Norwegian: Lesson No. 86 (R)

Tuesday 9th February 1999

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.55	Children's Corner: Workshop No. 8(R)
01.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.31 (R) Rec: 29.03.95
02.20	MTA Sports: Kabadi Final (R)
03.05	Urdu Class: Lesson No. 374 (R)
04.10	Learning Norwegian: Lesson No.86 (R)
04.40	Homeopathy Class: Lesson No. 5 (R)
06.05	Tilawat, Darsul Hadith, News
06.55	Children's Corner: Workshop No. 8(R)
07.20	Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 01.08.97
08.20	Rohani Khazaine: (R)
09.05	Liqa Ma'al Arab: Session No.31 (R)
10.25	Urdu Class: Lesson No.374 (R)
11.30	Medical Matters: Child Care, Part 5
12.05	Tilawat, News
12.35	Learning French: Lesson No. 21
13.05	Indonesian Hour: Friday Sermon Rec: 08.08.97
14.10	Bengali Service: Islamic Norms in family life, fish cultivation, and more.
15.10	Tarjumatul Quran Class (New): Rec: 09.02.99
16.15	Liqa Ma'al Arab: Session No. 31 (R)
17.25	Norwegian Programme: Contemporary Issues, No. 9
18.05	Tilawat, Darsul Hadith
18.35	Urdu Class:
19.40	German Service
20.40	Children's Corner: Part 1
21.15	Children's Corner: Waqfeen e Nau
21.45	Hamari Kaenat: No.157
22.20	Tarjumatul Quran Class (New): Rec: 09.02.99
23.20	Learning French: Lesson No. 21

Wednesday 10th February 1999

00.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.50	Children's Corner: Part 1 (R)
01.25	Liqa Ma'al Arab: Session No. 32 Rec: 30.03.95
02.25	Children's Corner: Waqfeen e Nau, Pt 1(R)
03.00	Urdu Class (R)
04.05	Learning French: Lesson No. 21(R)
04.45	Tarjumatul Quran Class (New): (R)
06.05	Tilawat, Hadith, News
06.40	Children's Corner: Pat 1 (R)
07.15	Swahili Programme: Friday Sermon Rec: 16.02.96
08.25	Dars ul Hadith
08.45	Hamari Kaenat: No. 157 (R)
09.15	Liqa Ma'al Arab: Session No. 32 (R)
10.15	Urdu Class: (R)
11.25	Durr e Sameen
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning German: Lesson No. 6
13.10	Indonesian Hour: Hadhrat Isa DPD, Malfoozat, More......
14.10	Bengali Service: Friday Sermon Rec: 17.07.98
15.15	Tarjumatul Quran Class (New): Rec: 10.02.99
16.20	Liqa Ma'al Arab: Session No. 32 (R)
17.20	French Programme: Problems des temps moderne, Les Solutions De L' Islam.
18.05	Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.25	Urdu Class
19.30	German Service
20.30	Children's Class: with Huzoor
21.00	MTA Variety: Speech by A.S.Khan Sahib
21.40	MTA Variety: Shumazal No. 9
22.20	Tarjumatul Quran Class (New): (R)
23.25	Learning German: Lesson No. 6 (R)

Thursday 11th February 1999

00.05	Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.55	Children's Class: with Huzoor (R)
01.25	Liqa Ma'al Arab: Session No. 33 Rec: 04.04.95
02.45	MTA Variety: Durr e Sameen (R)
03.05	Urdu Class (R)
04.15	Learning German: Lesson No. 6 (R)
04.50	Tarjumatul Quran Class (New): (R)
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.45	Children's Class: with Huzoor (R)
07.15	Sindhi Programme: Friday Sermon Rec: 31.01.97
08.25	MTA Variety: Speech By A.S.Khan Sb (R)
09.00	Liqa Ma'al Arab: Session No. 33 (R)
10.05	Urdu Class (R)
11.15	Quiz: History of Ahmadiyyat, Part 79
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Arabic: Lesson No. 27
12.55	Indonesian Hour: Hadith, More
14.00	Bengali Service: Q/A Session with Huzoor Rec: 10.02.94 - Part 2, Sports, Nagar Dola
15.00	Homoeopathy Class: with Huzoor Rec: 18.04.94
16.10	Liqa Ma'al Arab: Session No. 33(R)
17.20	Swedish Programme: Q/A with Huzoor Rec: 03.12.96 - Part 2
18.00	Tilawat, Dars Malfoozat
18.35	Urdu Class
19.40	German Service
20.45	Children's Corner: Part 2
21.05	From the Archives: Part 2 Students Majlis e Irfan, Rec:19.02.84
21.55	Homeopathy Class: with Huzoor (R)
23.05	Learning Arabic: Lesson No. 27 (R)
23.20	MTA Variety: Shajray Phull - Part 2

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 6 Friday, February 5, 1999 No. 6

دنیا کی عید جماعت کی کامیابی سے وابستہ ہے۔ جب تک خدا تعالیٰ جماعت کو وہ غلبہ پیدا کرنے کی توفیق نہ بخشے جو حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ ہے اس وقت تک دنیا کو حقیقی عید نصیب نہیں ہو سکتی۔

اسلام آباد (ٹلفورڈ) برطانیہ میں عیدالفطر کے اجتماع سے
سیدنا حضرت خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا روح پرور خطاب

اسلام آباد(ٹلفورڈ)یو۔کے(۱۹؍جنوری) : آج اسلام آباد میں عیدالفطر کا ایک بڑا اجتماع منعقد ہوا۔ موسم کی خرابی اور بارش کے باوجود کثیر تعداد میں احباب جماعت اس میں شامل ہوئے۔اس دفعہ مارکیز کے اندر باقاعدہ لکڑی کے تختے لگا کر ان پر کارپٹ بچھایا گیا تھا اور Heating کا بھی بہت مناسب انتظام تھا۔ سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفة المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے قریباً گیارہ بج کر بیس منٹ پر نماز عید پڑھائی اور اس کے بعد خطبہ عید ارشاد فرمایا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورة فاتحہ کے بعد سورة الشوریٰ کی آیات ۲۶،۲۷ "وَهُوَالَّذِیْ یَقْبَلُ التَّوبَةَ عَنْ عِبَادِہ......... الخ" کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش فرمایا۔ اور پھر فرمایا کہ آج عید کا دن ہے۔ میں تمام دنیا کے مسلمانوں کو عید کی مبارکباد پیش کرتا ہوں جو اللہ کے نزدیک بھی حقیقی مسلمان ہیں ۔پھر ان مسلمانوں کو بھی جو سب اپنے اپنے زعم میں مسلمان تو ہیں مگر اللہ کے نزدیک حقیقی مسلمان ابھی نہیں بنے، اس دعا کے ساتھ مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ خدا کرے ان کی وفات سے پہلے وہ وقت آچکا ہو کہ وہ اللہ کے نزدیک بھی مسلمان بن چکے ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ کچھ لوگوں کے لئے تو رمضان کے دوران ہی حصول لقاءِ باری تعالیٰ کی وجہ سے ان کے لئے یہ عید ہے اور کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے رمضان مبارک سے سبق سیکھے ہیں۔ یہ عید ان کے لئے اللہ کی طرف سے تحفہ ہے کہ انہوں نے یہ ارادے باندھے ہیں کہ بقیہ سال رمضان مبارک کی تیاری میں گزاریں گے۔ حضور نے ان سب کو مبارکباد پیش کی جن کی عید کی محنتیں قبول ہوئیں اور جن کی عید کی محنتیں قبول ہونے والی ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک روایت پڑھ کر سنائی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک نماز عید کا ذکر ہے اور یہ بھی بیان ہے کہ خطبہ کے بعد پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کی طرف بھی تشریف لے گئے اور انہیں وعظ و نصیحت فرمائی اور بتایا کہ خاوندوں کی ناشکری کی وجہ سے تم اکثر جہنم کا ایندھن بننے والی ہو۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ رمضان صبر اور شکر کی تعلیم دیتا ہے۔ حضور انور نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس بھی پڑھکر سنایا جس میں آپ نے ایسے لوگوں کو سخت تنبیہ فرمائی ہے جو ماں باپ کی عزت نہیں کرتے۔ آپ کا ارشاد ہے کہ "میں تم سے سچ سچ کہتا ہوں کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا منہ نہیں دیکھیں گے"۔ حضور نے فرمایا کہ بچوں کی تربیت اس طرح کریں کہ وہ مادر پدر آزاد ہو کر نہ بڑھیں۔ اگر بچپن سے ہی اولاد کو ماں باپ کی اطاعت، خدمت اور محبت کے سبق نہ دیں تو ان میں خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جو ماں باپ کا حق ادا کرے گا وہ پھر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق بھی ادا کرے گا اور جس کو یہ تربیت نہیں ہوگی وہ پھر اگلا قدم بھی اٹھا نہیں سکے گا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ دنیا کی عید جماعت کی کامیابی سے وابستہ ہے۔ ورنہ اتنے دکھ دنیا میں پھیلے پڑے ہیں کہ جب تک خدا تعالیٰ جماعت کو وہ غلبہ پیدا کرنے کی توفیق نہ بخشے جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلبہ ہے اس وقت تک دنیا کو حقیقی عید نصیب نہیں ہو سکتی۔

حضور ایدہ اللہ نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات و ملفوظات سے ۱۸۹۹ء کے بعض اقتباسات پیش کئے اور فرمایا کہ یہ ۱۹۹۹ء ہے ۔ میں سو سال پہلے کی باتوں کو دہرا رہا ہوں اور انہی کی برکت سے ہماری یہ عید بنے گی اور باقی عیدیں بنیں گی۔ ان ارشادات میں جماعت کو تقویٰ کی نصیحت کی گئی ہے اور اس درد کا اظہار ہے کہ کس طرح جماعت تقویٰ اور طہارت حاصل کرے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ رمضان کی دعاؤں میں میرے دل سے بھی بے اختیار یہ دعا اٹھتی رہی کہ اے اللہ میں کیا کروں، کیسے اپنا منشاء اور اپنا مقصد بیان کروں کہ خود میرے اپنے بچے بھی سمجھ لیں اور میرے سب دنیا میں پھیلے ہوئے بچے بھی اس تقویٰ کو سمجھ لیں جس کے متعلق حضرت مسیح موعودؑ کو بار بار الہام ہوا تھا کہ تقویٰ کی باریک راہوں پر چلو تو خدا تمہیں ملے گا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ کم از کم ایک لاکھ کی تعداد میں احمدی مرد اور عورتیں یقیناً ایسے ہیں جو حضرت مسیح موعودؑ کی اس دعا کے مصداق بن چکے ہیں۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میں نے نصیحت کی تھی کہ غریبوں کی عید بنائیں اور اپنی عید منائیں۔ سچی عید کی خوشی تبھی نصیب ہوگی جب آپ غریبوں کے دکھ درد میں شامل ہو جائیں۔ حضور نے بتایا کہ مجھے بے حد خوشی ہے کہ جماعت نے اس پر بہت عمدگی سے عمل کیا ہے۔ مرکز کے مشورہ سے ایسے تحفے یا براہ راست بھجوا دئے یا متبادل طریق اختیار کیا۔ کہ جس سے لاکھوں غریبوں نے فائدہ اٹھایا۔ انگلستان کو ۹۳۳۰۰ پاؤنڈ کے تحفے تقسیم کرنے کی توفیق ملی ہے۔ جرمنی دوسرے نمبر پر ہے۔ اس کے بعد کینیڈا اور امریکہ ہیں۔ اور سارے پاکستان میں تمام احمدی جماعتیں اس سلسلہ میں جو کوششیں کر رہی ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ ایک لاکھ ایسے غرباء ضرور ہیں جن کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس عید کا فیض جماعت احمدیہ کی معرفت پہنچا ہے۔

حضور نے آخر پر شہداء کے افراد خاندان اور اسیران راہ مولا کو بھجوائے جانے والے تحائف کا عمومی ذکر فرمایا جو تمام دنیا کی جماعتوں کی نمائندگی میں حضور انور کی طرف سے انہیں دئے گئے۔ حضور نے ان کے لئے دعا کی بھی تحریک فرمائی کہ خدا کرے یہ سال ان کے ابتلا کا آخری سال بن جائے ایسا آخری سال جس میں ان کے ابتلا کی گزشتہ سارے زمانوں کی دعائیں قبول ہو چکی ہوں۔ اللہ کرے ہم ابتلا میں بھی خدا کا شکر کرنے والے ہوں اور اس کی رضا جب ابتلا کے بعد ہم پر آسمان سے برسے تو اسے اس طرح قبول کریں جیسے آنحضرتؐ بارش کے پہلے قطرے کو زبان پر لیا کرتے تھے۔

قریباً سوا بارہ بجے خطبہ عید ختم ہوا اور پھر حضور ایدہ اللہ نے ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کروائی۔ بعد ازاں چند منٹ کے لئے حضور انور خواتین کی طرف ان کی مارکی میں تشریف لے گئے اور انہیں عید مبارک دی۔ پھر مردوں کی مارکی میں تمام حاضر احباب کو فرداً فرداً شرفِ مصافحہ سے نوازا۔

بقیہ: بین المذاہب سمپوزیم از صفحہ نمبر ۱۲

اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے مقصد پیدا نہیں کیا۔ پیدائش کی غرض یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی میں صفات الٰہیہ کی عکاسی کرے اور اپنے دل میں تمام بنی نوع انسان بلکہ حیوانات سے بھی سچی ہمدردی رکھے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے متعلقہ اقتباسات پیش کئے۔

اختتام پر مکرم انور رشید صاحب امیر جماعت احمدیہ سویڈن نے مقررین کی خدمت میں اظہار تشکر کے طور پر حضور اقدس کی تازہ تصنیف بطور تحفہ پیش کی۔ اسی طرح اسلامی اصول کی فلاسفی کے سویڈش ترجمہ کا متعلقہ حصہ سامعین میں تقسیم کیا گیا۔

اگرچہ ہال میں یکصد افراد کی گنجائش تھی لیکن قریباً ایک سو تیس (۱۳۰) افراد اس تقریب میں شامل ہوئے۔ کئی سامعین نے کھڑے ہو کر اس دلچسپ پروگرام کی کارروائی کو سنا۔

اس پروگرام میں یونیورسٹی کے چار پروفیسر صاحبان شامل ہوئے۔ احباب جماعت کی خدمت میں درمندانہ درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے جملہ کارکنان کو جنہوں نے اس سمپوزیم میں حصہ لیا جزائے خیر عطا فرمائے۔

(رپورٹ :طارق چوہان)
(سیکرٹری امور خارجہ سویڈن)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔